بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا ۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا

... باقوگرافی چھاونی قادیان میں	بدر رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۹۸	دوا مینی شفا میں غرض دارالامان میں

سلسلۃ الجدید جلد ۱ نمبر ...	۲۲ شوال ۱۳۲۳ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۰۵ عیسوی	سلسلۃ القدیم جلد ۴ نمبر ۴۵

ای جہان منتظر خوش باش کآمد دلستان	ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ	آن مسیح دور آخر مہدیٔ آخر زمان

قیمت سالانہ

والیان ریاست		۳
معاونین		عـــ
برضائے		صہ
خود		سے

عام قیمت

	قیمت پیشگی	مابعد
سالانہ	۳	سے
ششماہی	عہ	عہ
سہ ماہی	۱۲	۱۴
یک ماہ		۶
فی پرچہ	۱	۲

نمونہ کا پرچہ ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا پیشگی قیمت درخواست کیساتھ بذریعہ منی آرڈر یا پہلا پرچہ بذریعہ وی پی وصول ہونی چاہیئے باقی صورتوں میں قیمت مابعد کے حساب سے محسوب ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا	مصطفٰے مارا امام و پیشوا
اندرین دین آمدہ از مادریم	ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست	بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام	دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن	جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام	ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست	زو شدہ سیراب سیرابی کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود	آن نہ از خود از ہماں جائے بود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال	وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست	ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
ما ازو یابیم ہر خبرہائے معاد	ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد
آن ہمہ از حضرت احدیت است	منکر آن مستحق لعنت است
ما ازو ہم حق اندر است	منکر آن مورد لعن خدا است
... ذات انبیاء سابقین	آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
... از جان و دل ایمان ماست	ہر کہ انکارے کند از ... ماست
... دوری از آن عالیجناب	نزد ما کافر است ... کتاب

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوئم ۔ یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور ظلم و خیانت فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کیوقت انکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوئم ۔ یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا ۔ چہارم ۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا ۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے پنجم ۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بحالت رضی بالقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا ۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا ۔ ہفتم ۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا ۔ ہشتم ۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا ۔ نہم ۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا ۔ دہم ۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا

بدر

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلة

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | بدر رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۹۹ | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

سلسلۃ الجدید جلد ۱ نمبر ۴۰ | ۲۴ شوال ۱۳۲۳ھ علے صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۰۵ء عیسوی | سلسلۃ القدیم جلد ۴ نمبر ۴۵

ای جہان منتظر خوش باش کآمد دلستان | ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ | آن مسیح دور آخر مہدیٔ آخر زمان

قیمت سالانہ

والیان ریاست	۳۰
معاونین	۱۰
برضائے	۵
خود	۲

عام قیمت

	قیمت پیشگی	مابعد
سالانہ	۳	۴
ششماہی	۱/۸	۱/۱۰
سہ ماہی	۱/۲	۱/۴
یک ماہ		۶
فی پرچہ	۱	۲

نمونہ کا پرچہ ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا پیشگی قیمت درخواست کیساتھ بذریعہ منی آرڈر یا پہلا پرچہ بذریعہ وی پی وصول ہونی چاہیئے باقی صورتوں میں قیمت مابعد کے حساب سے محسوب ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام
اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمدہ از مادریم — ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست — بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن — جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست — زو شدہ سیراب سیرابی کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود — آن نہ از خود از ہمان جائے بود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال — وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست — ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و از خبر ہائے معاد — ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد
آن ہمہ از حضرت احدیت است — منکر آن مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اندر است — منکر آن مورد لعن خدا است
معجزات انبیاء سابقین — آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکارے کند از اشقیا است
یکقدمے دوری ازان عالیجناب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

ومن شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور ظلم و خیانت فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم۔ یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا۔ چہارم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بحالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ ہشتم۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ دہم۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

کشف القناع لرد الخداع

ایام سفر دہلی میں ایک شخص مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی سے ایک تحریر لکھا کر دربارہ حضرت مسیح موعود کی خدمت میں لایا تھا جس کا جواب حضرت مولوی شیخ محمد احسن صاحب نے لکھا ہے۔ اصل خط معہ جواب درج کئے جاتے ہیں۔

اصل خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ الراشدین۔

عیسیٰ بن مریم جو قرب الساعۃ نازل ہونیوالے ہیں۔ وہ وہی نبی بنی اسرائیل ہیں نہ ان کا کوئی مثیل۔

اس کی دو دلیلیں بیان پیش کی جاتی ہیں۔ اول حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم قال لیس بینی وبینہ یعنی عیسے علیہ السلام نبی وانہ نازل فاذا رایتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض بین ممصرتین کان راسہ یقطر وان لم یصبہ بلل الحدیث اخرجہ ابوداود واحمد واول الحدیث عند احمد الانبیاء اخوۃ العلات امہاتہم شتی ودینہم واحد وانی اولی الناس بعیسی بن مریم لم یکن بینی وبینہ نبی وانہ نازل الحدیث رجال اس حدیث کے سب رجال شیخین ہیں۔ سوائے عبدالرحمن بن آدم کے۔ کہ وہ رجال مسلم سے ہے۔ پس اس حدیث کی صحت میں کیا کلام ہے۔ اور اس کی عاضد ہے۔ حدیث عبداللہ بن مسعود قال لما کان لیلۃ اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقی ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ فتذاکروا الساعۃ فبدؤا بابراھیم فسألوہ عنہا فلم یکن عندہ منہا علم ثم سألوا موسیٰ فلم یکن عندہ منہا علم فرد الحدیث الی عیسے بن مریم فقال قد عہد الی فیما دون وجبتہا فاما وجبتہا فلا یعلمہا الا اللہ فذکر خروج الدجال قال فانزل فاقتلہ الحدیث اخرجہ ابن ماجۃ واحمد وسعید بن منصور وابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن المنذر والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی فی البعث والنشور کذا فی الدر المنثور۔ اس حدیث کے سب رجال رجال شیخین ہیں سوائے مؤثر بن عفارہ کے کہ اس کو حافظ نے تقریب میں مقبول لکھا ہے۔ اور کاشف میں اس کے ترجمہ میں لکھا ہے۔ وثق خلاصہ میں ہے وثقہ ابن حبان۔ اگرچہ ہر واحد ان حدیثین میں سے لائق احتجاج ہے۔ مگر دونوں کے ملنے سے اور زیادہ قوت ہوگئی۔ اس لئے ہمنے دونوں کو ایک دلیل قرار دیا۔ دوم یہ کہ حدیث نواس بن سمعان میں جسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اس نازل ہونیوالے کے حق میں پانچ بار نبی اللہ آیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا مرزا صاحب نبی اللہ ہیں یا نہیں۔ بر تقدیر ثانی مصداق عیسیٰ بن مریم کے جو نازل ہونیوالا ہے نہ ہونگے اور بر تقدیر اول کفر لازم آتا ہے۔ کیونکہ یہ انکار ہے آیت ولکن رسول اللہ

وخاتم النبیین اور احادیث متواترہ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی کا اور نیز مدعی مسیحیت کا دجالین کذابین میں سے ہونا لازم آتا ہے کیونکہ احادیث ابوہریرہ وثوبان وغیرہما میں جنکو بخاری ومسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ دجالین کذابین کی یہ علامت بتائی گئی ہے کہ وہ سب دعوی رسول اللہ ونبی اللہ ہونے کا کرینگے۔ فقط۔

کشف القناع لرد الخداع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

مظہر شفقت وکرم مصدر لطف اتم حضرت مولانا محمد بشیر صاحب۔ بعد سلام مسنون شوق مشحون آنکہ۔ جناب کی بالآخر بعد انتآل البسیار اس تحریر کی ضرورت آہی پڑی جس کے لئے اس محب قدیم نے دہلی میں داخل ہوتے ہی خدمت عالی میں عرض کیا تھا خیر بہرحال یہ بھی ہوا۔ ہرچہ دانا کند کند نادان لیک بعد از انتآل البسیار مگر افسوس کہ جناب نے اس تحریر میں بھی اپنا اسم سامی تک تحریر نہیں فرمایا یہ محب قدیم تو اس اختیار حجاب کے لئے پہلے بھی مانع نہ ہوتا۔

واذا سألتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب (اور جب اُن سے کوئی سوال کرو تو حجاب کے پیچھے سے طلب کرو۔ ۱۲ منہ) مجھکو اُمید ہے۔ کہ جناب اس اپنی تحریر سے بحکم سہ نشان گم مادران رانسے کردو سانند محفلہا + انکار نہ فرماوینگے خصوصاً ایسے خادم قدیم سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے جس کی حرمت سابقہ یہاں تک پونچی ہوئی ہے۔ کہ سہ بہر رنگی کہ خواہی جامہ پوش من انداز قدت را مے شناسم۔ غرض اس عرض سے یہ ہے۔ کہ اس شہر دہلی میں مجھکو کوئی مخاطب صحیح معلوم نہیں ہوتا ہے۔ لہذا آپ سے ہی خطاب کیا جاوے۔ بناءً علیہ آپ کی تحریر کے جواب میں یہ چند سطور پیش کی جاتی ہیں۔ بغور ملاحظہ فرمائی جاویں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عیسیٰ بن مریم ہی اسرائیلی جو بین یدی الساعۃ نازل ہونے والے ہیں۔ الی قولکم اس کی دو دلیلیں یہاں پیش کی جاتی ہیں جن میں دلیل اول۔ آپنے ایک حدیث ابوداود واحمد سے لکھی ہے۔ اور فرمایا۔ کہ اس حدیث میں۔ انہ نازل کی ضمیر عیسیٰ بن مریم نبی اسرائیلی ہی کی طرف راجع ہے نہ کسی مثیل عیسیٰ کی طرف الخ۔ اقول۔ افسوس کہ جناب نے اس مدت فراق جہار دہ سالہ میں ان رسائل کی طرف توجہ فرمائی جو جناب کی خدمت عالی میں وقتاً فوقتاً روانہ کئے گئے۔ اور پھر صد افسوس کہ ان رسائل کو ملاحظہ فرمایا۔ جو الحال خدمت عالی میں بطور ہدیہ پیش کئے گئے۔ اور پھر ہزار افسوس ہے اس امر پر کہ علم مرجع ومصداق ضمائر کا جو ادانی طلبہ کو حاصل ہوتا ہے۔ اس کو بھی جناب نے نسیاً منسیاً فرما دیا ہے جو لکھا پڑھا تھا نیاز نے وہ سب یکدم میں بھلا دیا کیونکہ میں یہ عرض کر ہی نہیں سکتا کہ دیدہ ودانستہ جناب نے الا ایسا کچھ تحریر فرماتے کیونکہ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون (اور حق کو جھوٹ کے ساتھ نہ ملاؤ اور جان بوجھکر سچ کو مت چھپاؤ) وارد ہے۔ بہرحال مرا یاد و ترا فراموش لہذا یاد دہانی

کرائی جاتی ہے۔ اے حضرت ضمیر غائب کا تو یہ حال ہے کہ اس کو ماقبل کے مضمون سے بھی ایک امر مستنبط کرکے اس کا مرجع قرار دے لیا جاتا ہے۔ اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ (انصاف کرو کہ وہ پرہیزگاری سے قریب تر ہے۔ ۱۲) اور ضمیر شان وقصہ کو بھی آپنے پڑھا ہی ہوگا۔ اب میں ہاتھن فیہ میں گفتگو کرتا ہوں کہ ضمیر غائب کے مرجع کا مثیل بھی مراد ہوا کرتا ہے اس کے ثبوت کے لئے چند آیات اور مثالیں لکھے جاتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمۃ کانوا فیہا فاکہین کذلک واورثنہا قوماً آخرین۔ پ ۲۵۔ کتنے ہی باغ اور چشمے اور کھیت اور مکانات بزرگ اور سامان نعمت کے وہ چھوڑ مرے جنمیں وہ مزے کر رہے تھے۔ ایسا ہی ہونا تھا اور وارث کیا ہمنے ان سب چیزوں کا دوسری قوم کو (۱۲) ایضاً فاخرجناھم من جنات وعیون وکنوز ومقام کریم کذلک واورثنہا بنی اسرائیل (پ ۱۹) (پس نکال دیا ہمنے انکو باغوں سے اور چشموں سے اور خزانوں اور مکانوں بزرگ سے ایسا ہی ہونا تھا اور وارث کیا ہمنے ان سب چیزوں کا بنی اسرائیل کو ۱۲) کیا ان دونوں آیات میں مثیل مرجع کا نہ خود مرجع مراد نہیں ہے۔ اگر آپ فرماویں کہ ہاں بعینہا خود مرجع ہی مراد ہے۔ تو عرض یہ ہے۔ کہ تاریخ کو ملاحظہ فرمایا جاوے۔ کہ مدت ۴۰ برس کے بعد بنی اسرائیل فرعون کے ان متروکات کے وارث ہوئے تھے کیونکہ چالیس برس تو تیہ میں ہی حیران وپریشان رہے۔ اور بیس برس تک قوم جبارین سے جہاد کرنے میں صرف ہوئے۔ اور چالیس برس کے لئے تو نص قرآنی بھی موجود ہے۔ قال فانہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ یتیہون فی الارض فلا تاس علی القوم الفاسقین۔ پ ۶ (فرمایا وہ ملک زمین چالیس برس تک ان پر حرام ہے کہ بھٹکتے پھرینگے زمین میں پس مت افسوس کر تو ہم نافرمان قوم پر ۱۲) اس قدر مدت دراز تک یہ تمام متروکات فرعونی بلا تغیر کیونکر قائم رہ سکتی ہیں۔ جیسا تو جروا۔ اور اگر انمیں کسی طرح کا تغیر وتبدل پیدا ہو گیا تھا۔ تو پھر جو ضمیر اورثنہا میں موجود ہے وہ مثیل مرجع کی طرف راجع ہوئی بلا اصل مرجع کی طرف ثم بینوا توجروا۔ ایسی آیات قرآن مجید میں بہت سی ہیں جن میں ضمیر غائب سے خاص مرجع مذکورہ بعینہ مراد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مثیل مرجع کا مراد ہے۔ ایضاً قال اللہ تعالیٰ۔ وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب (پ ۲۲) یعنی نہیں عمر دیا جاتا ہے کوئی دراز عمر والا اور نہ گھٹایا جاتا ہے اس کی عمر میں سے کچھ۔ مگر یہ سب کتاب لوح محفوظ میں ہے۔ اب فرمائیے کہ اس آیت میں عمرہ کی ضمیر کس طرف راجع ہے۔ اگر معمر کی طرف راجع ہے۔ تو معنی فاسد ہو جاتے ہیں۔ پس لامحالہ مثیل معمر ہی کی طرف راجع ہوگی۔ جو منقوص العمر ہے۔ کیونکہ کبیر العمر اور منقوص العمر ایک التضاد کے اعتبار سے باہم مشابہ ہیں۔ دیکھو علم معانی اور بیان کو۔ یہ تو ہے ضمیر غائب کا حال جس میں ضمیر مخاطب سے بھی تعریف کم ہوتی ہے۔ اب ضمیر مخاطب کا حال سنئے۔ جو ضمیر غائب سے اعرف ہوتی ہے معہذا اس میں بھی مخاطب کا مثل ہی مراد متکلم کی ہو جاتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ اذ نجینا کم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم

کشف القناع لرد الخداع

ایام سفر دہلی میں ایک شخص مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی سے ایک تحریر لکھا کر حضرت مسیح موعود کی خدمت میں لایا تھا جس کا جواب حضرت مولوی شیخ محمد احسن صاحب نے لکھا ہے۔ اصل خط بمعہ جواب درج کئے جاتے ہیں۔

اصل خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ الراشدین۔

عیسیٰ ابن مریم جو بین یدی الساعۃ نازل ہونے والے ہیں۔ وہ وہی نبی اسرائیلی ہیں نہ ان کا کوئی مثیل۔

اس کی دو دلیلیں بیان پیش کی جاتی ہیں۔ اوّل حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم قال لیس بینی وبینہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام نبی وانہ نازل فاذا رایتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض بین ممصرتین کان راسہ یقطر وان لم یصبہ بلل الحدیث۔ اخرجہ ابوداؤد واحمد واول الحدیث۔

عن انما الانبیاء اخوۃ العلات امہاتہم شتی ودینہم واحد وانی اولی الناس بعیسیٰ ابن مریم لم یکن بینی وبینہ نبی وانہ نازل الحدیث رجال۔ اس حدیث کے سب رجال شیخین ہیں سوائے عبد الرحمن بن آدم کے۔ کہ وہ رجال مسلم سے ہے۔ پس اس حدیث کی صحت میں کیا کلام ہے۔ اور اس کی عاضد ہے۔ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی قال لما کان لیلۃ اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقی ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ فتذاکروا الساعۃ فبدؤا بابراہیم فسالوہ عنہا فلم یکن عندہ منہا علم ثم سالوا موسیٰ فلم یکن عندہ منہا علم فرد الحدیث الی عیسیٰ بن مریم فقال قد عہد الی فیما دون وجبتہا فاما وجبتہا فلا یعلمہا الا اللہ فذکر خروج الدجال قال فانزل فاقتلہ الحدیث اخرجہ ابن ماجۃ واحمد وسعید بن منصور وابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن المنذر والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی فی البعث والنشور کذا فی الدر المنثور۔ اس حدیث کے سب رجال ثقہ شیخین ہیں سوائے مؤثر بن غفارہ کے کہ اس کو حافظ نے تقریب میں مقبول لکھا ہے۔ اور کاشف میں اس کے ترجمہ میں لکھا ہے وثق خلاصہ میں ہے وثقہ ابن حبان۔ اگرچہ ہر واحد ان حدیثین میں سے لائق احتجاج ہے۔ مگر دونوں کے ملنے سے اور زیادہ قوت ہوگئی۔ اس لئے ہمنے دونوں کو ایک دلیل قرار دیا۔ دوم یہ کہ حدیث نواس بن سمعان میں جسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اس نازل ہونیوالے کے حق میں پانچ بار نبی اللہ آیا ہے۔ اب سوال ہے۔ کہ آیا مرزا صاحب نبی اللہ ہیں یا نہیں۔ بر تقدیر ثانی مصداق عیسیٰ بن مریم کے جو نازل ہونیوالا ہے نہ ہوئے اور بر تقدیر اول کفر لازم آتا ہے۔ کیونکہ یہ انکار ہے۔ آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور احادیث متواترہ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی کا اور نیز مدعی مسیحیت کا دجالین کذابین میں سے ہونا لازم آتا ہے کیونکہ احادیث ابوہریرہ وثوبان وغیرہما میں جنکو بخاری ومسلم وغیرہما نے روایت کیا ہے۔ دجالین کذابین کی یہ علامت بتائی گئی ہے کہ وہ سب دعویٰ رسول اللہ ونبی اللہ ہونے کا کریں گے۔ فقط۔

کشف القناع لرد الخداع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

مظہر شفقت وکرم مصدر لطف اتم حضرت مولانا محمد بشیر صاحب۔ بعد سلام مسنون شوق مشحون الخ۔ جناب کے بالآخر بعد انتظار بسیار اس تحریر کی ضرورت آہی پڑی جس کے لئے اس محب قدیم نے دہلی میں داخل ہوتے ہی خدمت عالی میں عرض کیا تھا خیر بہرحال ہیچ ہے ۔ ہر چہ دانا کند کند نادان + لیک بعد از تامل بسیار مگر افسوس کہ جناب نے اس تحریر میں بھی اپنا اسم نامی تک تحریر نہیں فرمایا مجھے تعلیم تو اس اختیار حجاب کے لئے پہلے بھی مانع نہ ہوتا۔

واذا سالتموہن متاعاً فاسئلوہن من وراء حجاب (اور جب اُن سے کوئی سوال کرو تو حجاب کے پیچھے سے طلب کرو۔ ۱۲ منہ) مجھکو اُمید ہے۔ کہ جناب اس اپنی تحریر سے بحکم سہ نہان گے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا + انکار نہ فرماوینگے خصوصاً ایسے خادم قدیم سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے جس کی معرفت سابق بیان تک پہونچی ہوئی ہے۔ کہ سہ بہر رنگے کہ خواہی جامہ پوش + من انداز قدت را مے شناسم۔ غرض اس عرض سے یہ ہے۔ کہ اس شہر دہلی میں مجھکو کوئی مخاطب صحیح معلوم نہیں ہوتا ہے۔ لہذا آپ سے ہی خطاب کیا جاوے۔ بناءً علیہ آپ کی تحریر کے جواب میں یہ چند سطور پیش کی جاتی ہیں۔ بغور ملاحظہ فرمائی جاویں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عیسےٰ ابن مریم نبی اسرائیلی جو بین یدی الساعۃ نازل ہونے والے ہیں۔ الی قولکم اس کی دو دلیلیں بیان پیش کی جاتی ہیں جنابکی دلیل اوّل۔ آپ نے ایک حدیث ابوداؤد واحمد سے لکھی ہے۔ اور فرمایا۔ کہ اس حدیث میں۔ انہ نازل کی ضمیر عیسیٰ بن مریم نبی اسرائیلی ہی کی طرف راجع ہے نہ کسی مثیل عیسیٰ کی طرف الخ۔ اقول۔ افسوس کہ جناب نے اس مدت فراق چہار دہ سالہ میں نہ ان رسائل کی طرف توجہ فرمائی جو جناب کی خدمت عالی میں وقتاً فوقتاً روانہ کئے گئے۔ اور پھر صد افسوس کہ نہ ان رسائل کو ملاحظہ فرمایا۔ جو الحال خدمت عالی میں بطور ہدیہ پیش کئے گئے۔ اور پھر ہزار افسوس ہے اس امر پر کہ علم مرجع ومصداق ضمائر کا جو ادنی طلبہ کو حاصل ہوتا ہے۔ اس کو بھی جناب نے نسیاً منسیاً فرمادیا سہ جو لکھا پڑھا تھا نیاز نے وہ سب اک دم میں بھلا دیا کیونکہ میں یہ تو عرض کر ہی نہیں سکتا کہ دیدہ ودانستہ جناب نے الا ایسا کچھ تحریر فرماتے کیونکہ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون (اور حق کو جھوٹ کے ساتھ نہ ملاؤ اور جان بوجھکر سچ کو مت چھپاؤ) وارد ہے۔ بہرحال مرا یاد وترا فراموش لہذا یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ اے حضرت ضمیر غائب کا تو یہ حال ہے کہ ما قبل کے مضمون سے بھی ایک امر مستنبط کر کر اس کا مرجع قرار دے لیا جاتا ہے۔

اعدلوا ہو اقرب للتقویٰ (انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے قریب تر ہے۔ ۱۲) اور ضمیر شان وقصہ کو بھی آپ نے پڑھا ہی ہوگا۔ اب میں مانحن فیہ میں گفتگو کرتا ہوں کہ ضمیر غائب کے مرجع کا مثیل بھی مراد ہوا کرتا ہے اس کے ثبوت کے لئے چند آیات اور آثار لکھے جاتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمۃ کانوا فیہا فاکہین کذلک واورثنٰہا قوماً آخرین۔ پ ۲۵ (کتنے ہی باغ اور چشمے اور کھیت اور مکانات بزرگ اور سامان نعمت کے وہ چھوڑ مرے جنہیں وہ مزے کر رہے تھے۔ ایسا ہی ہوتا تھا اور وارث کیا ہمنے ان سب چیزوں کا دوسری قوم کو ۱۲) ایضاً فاخرجنٰہم من جنات وعیون وکنوز ومقام کریم کذلک واورثنٰہا بنی اسرائیل۔ پ ۱۹ (پس نکال دیا ہمنے انکو باغوں سے اور چشموں سے اور خزانوں اور مکانوں بزرگی سے ایسا ہی ہوتا تھا۔ اور وارث کیا ہمنے ان سب چیزوں کا بنی اسرائیل کو ۱۲) کیا ان دو نو آیات میں مثیل مرجع کا نہ خود مرجع مراد نہیں ہے۔ اگر آپ فرماویں کہ ہاں بعینہا خود مرجع ہی مراد ہے۔ تو عرض یہ ہے۔ کہ تواریخ کو ملاحظہ فرمایا جائے۔ کہ مدت ۴۰ برس کے بعد بنی اسرائیل فرعون کے ان متروکات کے وارث ہوئے تھے کیونکہ چالیس برس تو تیہ میں ہی حیران وپریشان رہے۔ اور بیس برس تک قوم جبارین سے جہاد کرنے میں صرف ہوئے۔ اور چالیس برس کے لئے تو نص قرآنی بھی موجود ہے۔ قال فانہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ یتیہون فی الارض فلا تاس علی القوم الفاسقین۔ پ ۶ (فرمایا وہ ملک زمین چالیس برس تک ان پر حرام ہے کہ بھٹکتے پھریں گے زمین میں پس مت افسوس کر تو نافرمان قوم پر ۱۲۔) اس قدر مدت دراز تک یہ تمام متروکات فرعونی بلا تغیر کیونکر قایم رہ سکتی ہیں۔ بیتو توجہ ۱۲ اور اگر انہیں کسی طرح کا تغیر یا تبدیل ہوگیا تھا۔ تو پھر جو ضمیر اورثنٰہا میں موجود ہے وہ مثیل مرجع کی طرف راجع ہوئی۔ یا اصل مرجع کی طرف ثم بینوا توجروا ایسی آیات قرآن مجید میں بہت سی ہیں جن میں ضمیر غائب کے خاص مرجع مذکورہ بعینہ مراد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مثیل مرجع کا مراد ہے۔ ایضاً قال اللہ تعالیٰ وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب پ ۲۲ یعنی نہیں عمر دیا جاتا کوئی دراز عمر والا اور نہ گھٹایا جاتا ہے اس کی عمر میں سے کچھ۔ مگر یہ سب کتاب لوح محفوظ میں ہے۔ اب فرمائیے کہ اس آیت میں عمرہ کی ضمیر کس طرف راجع ہے۔ اگر معمر کی طرف راجع ہے۔ تو معنی فاسد ہو جاتے ہیں۔ پس لامحالہ مثیل معمر ہی کی طرف راجع ہوگی۔ جو منقوص العمر ہے۔ کیونکہ کبیر العمر اور منقوص العمر ایک تضاد کے اعتبار سے باہم مشابہ ہیں۔ دیکھو علم معانی اور بیان کو۔ یہ تو ہے ضمیر غائب کا حال جسمیں ضمیر مخاطب سے بھی تعریف کم ہوتی ہے۔ اب ضمیر مخاطب کا حال سنئے۔ جو ضمیر غائب سے اعرف ہوتی ہے معہذا اس میں بھی مخاطب کا مثل ہی مراد متکلم کی ہو جاتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ واذ نجینٰکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم

وفی ذٰلکم بلاء من ربکم عظیم۔ (اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ ہمنے تم کو فرعون کے لوگوں سے نجات دی۔ جو۔ عذاب تمکو پہنچاتے تھے۔ کہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی ۱۲) اس آیت میں چھ جگہ پر ضمیر مخاطب کم کی موجود ہے اور خطاب ہے۔ ان یہود سے جو معاصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ نہ معاصرین حضرت موسٰے کے۔ پھر فرمائیے۔ کہ اس ضمیر کم سے مراد خاص مخاطب ہیں یا مثیل مخاطب جو ان کے آبا و اجداد ہیں۔ اگر آپ سورہ بقر کا ملاحظہ فرمائیں گے۔ تو بہت کثرت کے ساتھ ضمیر مخاطب سے مثیل مخاطب مراد پاویں گے۔ نہ اصیل مخاطب۔ باوجودیکہ ضمیر مخاطب کی ضمیر غائب سے اعرف ہوتی ہے۔ معہذا مراد اس سے مثیل مخاطب کا اکثر ہو جاتا ہے تو پھر کیا وجہ کہ ضمیر غائب جو انہ نازل فیکم میں ہے۔ مثیل غائب اس سے مراد نہ ہو۔ باوجود قائم ہونے صدہا دلائل نقلیہ اور عقلیہ کے جو ہمارے رسائل میں بیان کی گئی ہیں۔ اس امر پر کہ حضرت عیسٰے فوت ہو گئے ہیں۔ اور وہ ہرگز آسمان سے نازل نہیں ہوں گے۔ اور نہ وہ آسمان پر چڑھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ تلک اذا قسمۃ ضیزٰی (یہ تقسیم ناقص اور خلاف انصاف ہے ۱۲) ایضاً قال اللہ تعالیٰ قال فرعون یا ھامان ابن لی صرحا لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات الآیۃ (کہا فرعون نے ہامان سے بنا تو میرے لئے ایک محل تاکہ پہنچ جاؤں۔ میں آسمان کے راستوں پر ۱۲) اس آیت میں فرعون خاص اپنے وزیر ہامان کو مخاطب کر کر خطاب کرتا ہے کہ تو میرے لئے ایک محل بنا اور تعمیر کر دے۔ حالانکہ وزیر کی یہ شان نہیں ہوتی۔ کہ معمار یا مزدور ہو کر محل یا کسی مکان کی تعمیر کرے اور ان دونوں میں مناسبت حاکم محکوم کی ہے۔ ایضاً قال اللہ تعالیٰ ولقد خلقناکم ثم صورناکم ثم قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم الآیۃ (اور تحقیق ہمنے ہی تمکو پیدا کیا اور پھر تمہاری شکلیں بنائیں۔ پھر ہمنے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو ۱۲) اس آیت میں ضمیر کم سے مراد آدم ہیں۔ جو مثیل بنی آدم کے ہیں ورنہ پھر اسجدوا لآدم کیوں فرمایا جاتا۔ بینوا توجروا۔

غرض کہ قرآن مجید میں اس کے نظائر اور شواہد بکثرت موجود ہیں مگر بسبب طوالت کے آپ کی یاددہانی کے لئے اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور اب ہم احادیث و آثار کی طرف بھی رجوع کرتے ہیں مسند دارمی میں طرق متعددہ سے وارد ہوا ہے۔ دیکھو باب صفۃ النبی صلعم قبل مبعثہ کو و مولدہ بمکۃ و مہاجرہ بطیبہ وملکہ بالشام۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی جگہ مکہ معظمہ ہے اور آپ کی ہجرت کی جگہ طیبہ ہے یعنی مدینہ منورہ اور آپ کی بادشاہت بلاد شام میں ہے۔ اس حدیث میں جیسا کہ خاص آپ کی مولد اور مہاجر کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح پر آپ ہی کی سلطنت اور ملک کا ہونا بلاد شام میں مذکور فرمایا گیا ہے حالانکہ خاص آنحضرت صلعم کی سلطنت بلاد شام میں واقع نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ کے نائب یا مثیل کی سلطنت یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سلطنت بلاد شام میں واقع ہوئی۔ لہذا بالضرور اس ضمیر غائب سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مثیل ہی ہو سکتے ہیں لا غیر وھو المدعا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت حسب فرمان واجب الاذعان کنتم خیر امۃ (تم بہترین امت ہو) کے خیر الامم ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس امت کو مثیل انبیاء کی ایسے برکات اور فضائل مرحمت فرمائے ہیں۔ جن کی وجہ سے بالضرور وہ مثیل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں۔ دیکھو کلام نبوت میں بھی وارد ہوا ہے۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ (میری امت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں ۱۲)۔ واضح ہو۔ کہ اگرچہ متن اس حدیث کا باصطلاح محدثین کے اعلیٰ درجہ کی صحت کو نہیں پہنچا۔ مگر اس کی صحت مضمون میں بحکم آیت مذکورہ کے کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ اور پھر دیگر آثار و احادیث بھی اس کے مؤید واقع ہوئی ہیں دیکھو نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض کہ اس میں لکھا ہے۔

وفی الزبور عن وھب بن منبہ سیأتی من بعدک نبی یسمی احمد و محمد امتہ مرحومۃ اعطیتھم مثل ما اعطیت الانبیاء (حضرت وہب بن منبہ سے زبور میں وارد ہوا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ قریب آویگا تیرے بعد ایک نبی جس کا نام احمد اور محمد ہوگا۔ اس کی امت رحم کی گئی ہے۔ کہ عطا کئے ہیں میں نے انکو وہ فضائل جو انبیاء کو دئے ہیں۔ ۱۲) الی غیر ذٰلک نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۲۹۱۔ پس خلفاء اور نواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو سردار امت مرحومہ کے ہوا کرتے ہیں۔ ان کے مثیل انبیاء ہونے میں کیا کلام باقی رہا۔ سردار امت ہونا ان کا اس حدیث سے بھی ظاہر ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے صدی کے سر پر ایسے شخص کو بھیجتا ہے۔ جو کہ اس امت کے دین کو تازہ کر دیتا ہے ۱۲) ایضاً اسی کتاب میں لکھا ہے۔ وعن ابن عباس انہ قال لعبد المطلب اشھد ان فی احدی یدیک ملکا وفی الاخری نبوۃ۔ جلد ثالث (حضرت عباس نے عبد المطلب سے کہا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے ایک ہاتھ میں ملک ہے اور دوسرے ہاتھ میں نبوت ہے ۱۲) جلد ثالث نسیم الریاض صفحہ ۲۹۵۔ دیکھو اس اثر میں مخاطب خاص عبد المطلب صاحب ہیں۔ معہذا مراد اصلی متکلم کی عبد المطلب نہیں ہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ نبوت اور ملک دونوں آپ ہی میں مجتمع تھے نہ عبد المطلب میں اور بلحاظ جزئیت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل عبد المطلب ہونا ظاہر ہے۔ کہ جزء کو کل کے مناسبت ہوتی ہی ہے۔ الحاصل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور دیگر محاورات عرب کو اگر آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ تو صدہا ضمائر غائب کی بلکہ ضمائر مخاطب اور متکلم کی بھی آپ ایسی پاویں گے۔ جنہیں ان کا مثیل مراد ہے۔ نہ اصیل پس جبکہ ثابت ہو چکا۔ کہ ضمائر میں مثیل کا مراد ہونا ایک عام محاورہ ہے۔ تو پھر اس قسم کی احادیث میں مثیل عیسٰی کیوں کر مراد نہیں ہو سکتی۔ جن میں مثیل مراد لینے کے لئے ایک سخت ضرورت واقع ہو گئی ہے۔ کہ مثیل مراد لیا جاوے۔ کیونکہ حضرت عیسٰے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات شدہ انبیاء میں دیکھا۔ جیسا کہ احادیث متواترہ بتواتر معنوی متعلقہ معراج میں متعدد طرق سے مذکور ہوا ہے اور قرآن مجید کی تیس آیات سے ان کی وفات ثابت ہے۔ کما ثبت فی محلہ۔ اور علاوہ اس کے ایک [illegible] بھی کی جائے۔ جن میں خود حضرت عیسٰے نبی نے اس بارہ میں فیصلہ ناطق فرما دیا ہے۔ اور اس ضعیف کو کتاب و سنت سے رد نہیں فرمایا بلکہ باشارہ لطیف تسلیم فرما کر حضرت عیسٰے کو نبی برحق تصدیق فرما لیا ہے۔ چنانچہ ہم اس جگہ پر حضرت عیسٰے کا اس فیصلہ کو مختصر تحریر کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایا جاوے۔ وہ قصہ قابل یادداشت کے یہ ہے۔ کہ یہود اہل کتاب کا قدیم سے یہ عقیدہ چلا آتا تھا جسکی وہ سخت منتظر تھے۔ کہ حضرت عیسٰے مسیح بعد اترنے الیاس کے جو آسمان سے اتریں گے مبعوث ہوویں گے۔ یہ عقیدہ ان کا اس وجہ سے تھا۔ اور اب تک ہے کہ کتاب سلاطین دوم باب دوم آیت گیارہ و بارہ میں لکھا ہوا ہے۔ کہ حضرت ایلیا یعنی الیاس آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور ان کی چادر زمین پر رہ گئی۔ اور کتاب ملاکی نبی کی باب ۴ پانچ آیت میں لکھا ہوا ہے (دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیا نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔) اور متی باب ۱۱ آیت دس میں لکھا ہوا ہے (کیونکہ یہ (یعنی یحیٰی) وہ ہے جس کی بابت لکھا ہے۔ دیکھو میں اپنا رسول تیرے آگے (یعنی مسیح کے آگے) بھیجتا ہوں جو تیرے آگے تیری راہ درست کریگا) ان درسوں کی رو سے اہل کتاب کا عقیدہ مذکورہ بالا مضبوط اور مستحکم یہی تھا کہ بعد اترنے الیاس کے آسمان سے عیسٰے مسیح نبی ہو کر مبعوث ہوویں گے۔ جیسا کہ درسوں مذکورہ سے پایا جاتا ہے۔ اور دیگر انبیاء نے بھی نزول الیاس کی کوئی شرح نہیں فرمائی تھی۔ متی باب ۱۱ آیت ۱۰ میں بھی لکھا ہوا ہے (کیونکہ یہ (یعنی یحیٰی) وہ ہے۔ جس کی بابت لکھا ہے۔ دیکھو میں اپنا رسول تیرے آگے (یعنے مسیح کے آگے) بھیجتا ہوں جو تیری آگے تیری راہ درست کریگا۔ یہ مضمون مذکورہ کتاب یشعیا باب ۴۰ چالیس درس ۳ سے بھی ظاہر ہے جسکا حوالہ اس میں دیا گیا ہے۔

فیصلہ حضرت مسیح کا دربارہ اترنے الیاس کے آسمان سے

انجیل متی باب ۱۱ درس ۱۳ میں بطور نص صریح کے یہ لکھا ہوا ہے (کیونکہ سب نبیوں اور توریت نے یوحنا (یعنی یحیٰی) کے وقت تک آگے کی خبر دی۔ اور الیاس جو آنیوالا تھا۔ یہی ہے چاہو تو قبول کرو جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ اس فیصلہ مسیح میں غور کرنا چاہئے باوجودیکہ تمام انبیاؤں نے اور توریت نے یہ خبر دی

حضرت الیاس نبی جو آسمان پر اُٹھائے گئے ہین۔ وہ بھی حضرت عیسیٰ مسیح سے پیشتر آسمان سے اترین گے۔ اور حضرت عیسے سے پیشتر کسی نبی نے انبیاء مین سے اس کی یہ شرح اور تفصیل عیسوی بھی بیان نہین فرمائی تھی۔ معہذا حضرت مسیح ایسی پیش گوئی قدیم کی نسبت جو صدہا برس سے بلا شرح کے بوساطت انبیاء کے چلے آتے تھے۔ یہ تاویل فرماتے ہین کہ وہ الیاس آسمان سے اترنے والا یحییٰ ہے۔ ہان اگر عقل کو کام مین لایا جاتا۔ تو البتہ بات تو کچہ مشکل نہین تھی۔ کیونکہ جملہ مومنین متقین اور انبیاء کا رفع روحانی ہوا ہی کرتا ہے۔ کہ الرفع التقریب (یعنی رفع کے مقرب کر دینا ہین ۱۲) دیکھو مفردات راغب اصفہانی کو اور قرآن مجید مین کفار کے لئے لا تفتح لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط۔ (نہین کھولے جاوین گے اُن کے لئے دروازے آسمان کے اور جنت مین وے نہین داخل ہونے پاوین گے یہان تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ مین ہو کر نہ گذر جاوے ۱۲) بھی موجود ہے اور متقین کے لئے ان للمتقین لحسن مآب جنات عدن مفتحۃ لھم الابواب (بے شک پرہیزگارون کے لئے اچھا ٹھکانا ہے۔ جو ہمیشہ رہنے کے لئے بہشت ہین۔ جن کے دروازہ کھلے ہوئے ہونگے۔ ۱۲) فرمایا گیا ہے۔ اور جنات کا آسمانون پر ہونا ظاہر ہے اور احادیث مین من تواضع للہ رفعہ اللہ (جو شخص تواضع کریگا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اس کو اللہ تعالیٰ اونچا کر دیوے گا ۱۲) وغیرہ وغیرہ بھی مذکور ہے۔ اور اللّٰھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وارزقنی وارفعنی واجبرنی (یا اللہ میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھکو ہدایت پر ثابت رکھ۔ اور رزق دے مجھکو اور میرا رفع کر اور میری شکستگی کو باندھ دے) دعا تعلیم کی گئی ہے اور مراد چادر سے جسم عنصری ہو سکتا ہو جو زمین ہی مین رہ جاتا ہے۔ مگر اس وجہ سے کہ یہ شرح رفع روحانی کی کسی نبی نے بیان نہین فرمائی تھی۔ حضرت عیسے مسیح کی یہ تاویل کرنے سے یہود اہل کتاب کو سخت ابتلا پیش آگیا۔ اور ان الفاظ پرست نے اس تاویل کی سخت تکذیب کی۔ ہان بقدر استطاعت تکذیب اور موانع تصدیق کے یہود کو پیش آئے تھے۔ ہا نحن فیہ مین وہ ابتلا بھی موجود نہین ہین۔ کیونکہ اول تو اس اُمت کے لئے ایک نظیر فیصلہ مسیح کی موجود ہے۔ دوسرے آسمان پر مع جسد عنصری کے مسیح کا اٹھایا جانا کہین مذکور نہین بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف اُٹھایا جانا فرمایا گیا ہے کہ بل رفعہ اللہ الیہ (بلکہ اللہ نے اپنی طرف عیسے کو اٹھا لیا) اور صدہا ادلہ قاہرہ ایسے خیالات بیہودہ کے رد کے لئے کتاب و سنت مین موجود ہین۔ وغیرہ وغیرہ۔ لہذا اہل اسلام کے لئے تو کچہ دشواری بھی نہین ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار (پس عبرت پکڑو اے صاحبان بصیرت کے ۱۲) اگر آپ کہین کہ ہم تورات و انجیل کے درسون کو نہین تسلیم کرتے تو اولا جواب اس کا یہ ہے۔ کہ تمام علماء ربانیین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اثبات کے لئے تمام بشارات مندرجہ تورات و انجیل سے تمسک کیا ہے اور کرتے رہتے ہین۔ پس بصورت اس عدم تسلیم کے ایک عظیم الشان طریق اثبات نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ افسوس کہ ؎ این ہم رفت وآن ہم رفت۔ ورپے شیطان جان ہم رفت۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔ (پس عبرت پکڑو تم اے دانشمندو ۱۲) اور ثانیاً ہم کہتے ہین۔ کہ قرآن مجید تو ایسی پیشین گوئیون وغیرہ کی نسبت جا بجا ارشاد فرماتا ہے۔ مصدقا لما بین یدیہ اعنی من التورات والانجیل (سچا بتانیوالا ان کتابون کو جو اس سے آگے ہین ۱۲) ثالثاً فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (اگر تم نہین جانتے ہو تو پوچھ لو اہل کتاب سے ۱۲) کو کیا کرو گے۔ غرضکہ آپ کی کم نصیبی کا ہم کہان تک بیان کرین۔ خلاصہ عرض کئے دیتے ہین۔ کہ علاوہ ان فسادات اور امور مذکورہ کے ہم مین اور آپ مین ایک بڑا یہ بھی فرق ہو گیا ہے۔ کہ حضرت خاتم النبین مخبر صادق کی صدہا پیشگوئیان جو اس صدی مین واقع ہو گئین ہین۔ آپ ان سب کی تکذیب فرما رہے ہین۔ اور ہم ان تمام پیشین گوئیون مخبر صادق کو طرح طرح سے تصدیق کر رہے ہین۔ ؎

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

اور رابعاً ہم کہتے ہین۔ کہ قرآن مجید نے بھی اس فیصلہ عیسی مسیح کو ایک عجیب و غریب طرز کے ساتھ تصدیق فرما دیا ہے۔ لیکن اوکبا کے لئے نہ اغبیا کے واسطے ؎

اکنس است اہل بشارت کہ اشارت داند
نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجا است

دیکھو جہان فرمایا ہے۔ کہ ان الیاس لمن المرسلین (بے شک الیاس رسولون مین سے ہین ۱۲) الی قولہ تعالیٰ وسلام علی الیاسین۔ (اور سلام ہووے الیاسون پر ۱۲) کیونکہ اس مین دو قرأتین آئی ہین۔ اول تو آل یاسین دوسری الیاسین۔ چونکہ حضرت الیاس یاسین کے بیٹے تھے۔ لہذا آل یاسین فرمانے مین بھی تعدد الیاس کا پایا گیا۔ جو فیصلہ مسیح کا اصل الاصول ہے اور دوسری قراءت کے بموجب جو ہماری قراءت ہے الیاسین جمع الیاس کی ہوئی۔ اور [illegible] بھی تعدد پر دلالت کرتا ہے جس کا اول وجہ یہ ہے۔ کہ دو الیاس کا ہونا ضروری ہے۔ یعنی جیسا کہ حضرت مسیح نے حضرت یحیٰے کو الیاس کا مثیل قرار دیکر تعدد الیاس کا فیصلہ فرمایا۔ قرآن مجید نے بھی تعدد الیاس کی طرف بصیغہ جمع فرما کر جو بتائے فیصلہ ہے۔ تصدیق فیصلہ مسیح کی فرما دی ورنہ ارشاد فرمائیے۔ کہ خلاف سیاق و سباق آیات کے الیاس کو بصیغہ جمع ارشاد فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار (پس عبرت پکڑو تم اے بصیرت والو ۱۲) پس صیغہ جمع کا اسی لئے لایا گیا۔ کہ یہ اختلاف عظیم الشان اہل کتاب کا جو درباره مسیح واقع ہو گیا تھا۔ وہ رفع فرمایا جاوے۔ کیونکہ یہ اختلاف بصیغہ جمع ارشاد فرمانے سے جو تعدد پر دلالت کرتا ہے۔ باختصار رفع ہوتا ہے۔ صدق اللہ تعالیٰ۔ ان ھذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ھم فیہ یختلفون وانہ لھدی ورحمۃ للمومنین۔ (بے شک یہ قرآن اکثر ان باتون کی تحقیق بیان فرماتا ہے۔ جس مین وہ اختلاف رکھتے ہین اور بے شک وہ ایمان والون کے لئے ہدایت اور رحمت ہے ۱۲) یعنی بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کی اکثر ان امرون کی حقیقت واقعی بیان فرماتا ہے۔ جن مین وے اختلاف رکھتے ہین۔ اور بیشک یہ قرآن مومنون کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ اور یہی لفظ الیاسین کا مسئلہ بروز پر بھی دلالت کرتا ہے۔ جس کے اثبات کے لئے اکثر آیات قرآن کی ناطق ہین۔ منجملہ ان کے ایک آیت یہ بھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد قل ربی اعلم من جاء بالھدی ومن ھو فی ضلال مبین وما کنت ترجوا ان یلقی الیک الکتاب الا رحمۃ من ربک فلا تکونن ظھیرا للکافرین۔ قبل ترجمہ تفسیری آیت کے اولاً واضح ہو کہ اصطلاح تصوف مین معنے بروز کے یہ ہین کہ کوئی انسان کسی دوسرے ایک انسان یا چند انسانون کی قوت اور طبیعت مین پیدا کیا جاوے۔ پس جس طرح پہلا انسان خیر یا شر مین کامل ہوگا اسی طرح پر انسان دوم بھی اس پہلے انسان کا مثیل اور نمونہ ہوگا بروز اور تمثل شریعت اسلامیہ مین جائز بلکہ واقع ہے۔ کما قال اللہ فتمثل لھا بشرا سویا۔ یعنی حضرت جبرئیل اچھے خوبصورت آدمی کی شکل بن کر حضرت مریم کے سامنے آکھڑے ہوئے۔ اور حضرت جبرئیل کا متمثل ہونا بصورت وحیہ کلبی کے احادیث صحاح مین بھی مذکور ہوا ہے۔ ہان البتہ تناسخ باطل ہے۔ کما ثبت فی محلہ اور بروز اور تمثل مین فرق یہ ہے۔ کہ تمثل ایک اندک مدت کے لئے ہوتا ہے بخلاف بروز کے کہ وہ عمر بھر کے واسطے ہی اس آیت زیر تفسیر مین اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ انبیاء ماسبق کا بمعنہ قرار دیکر جامع تمام کمالات انبیاء کا اور آپ کی کتاب قرآن مجید کو مجموعہ جملہ صد اقتون اور فضائل غیر متناہیہ کا قرار دیا ہے۔ اسی طرح دوسری جگہ پر فرمایا گیا ہے۔ کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین یعنے تجھ کو تمام عالمون کی رحمت کے لئے ہی رسول کر کے بھیجا ہے وغیر ذالک من الآیات الدیۃ مراد ہے۔ اس آیت سے کہ فبھداھم اقتدہ۔ یعنی اے پیغمبر تم تمام ہدایات انبیاء ماسبق کے نمونہ اور اسوہ بن جاؤ۔ یہ معنی اقتدا کے جو ہمنے لکھے وہ لغت عرب سے ثابت ہوتے ہین۔ کیونکہ لفظ اقتدا کا مادہ قدوہ ہے جو بمعنے اسوہ کے ہین۔ پس جبکہ اس کو باب افتعال مین لایا گیا تو بمعنے اسوہ بنجانے کے ہو گیا۔ یہ معنے ہمنے اس لئے اختیار کئے ہین۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو سید المرسلین ہین۔ اور تمام انبیاؤن کے امام اور مقتدا ہین۔ نہ مقتدی۔ مگر چونکہ آپ سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے ہین۔ لہذا لفظ اقتدہ کا لایا گیا ہے جو بمعنی اسوہ ہو جانے کے ہین۔ احادیث صحیحہ سے بھی آپ کا سب امام الانبیاء ہونا ثابت ہے۔ ولنعم ماقیل ؎ نام احمد نام جملہ انبیا ست

درآن مسجد امام انبیاء شد ۔ صف پیشینان راپیشوا شد

اس امر کو ہمنے زیر تفسیر آیت میثاق کے شرح اور بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور آپ کی کتاب قرآن مجید کی نسبت فرمایا گیا ہے۔ یتلو صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ - یعنی یہ رسول تلاوت کرتا ہے تمام ایسے صحیفے جو پاک ہیں - جملہ عیوب اور نقصانات سے اور ان میں کتابیں ہیں جو راست اور درست کرنیوالی ہیں - ہر ایک کجی اور ناراستی کو اب ثانیاً ترجمہ تفسیری آیت کا لکھا جاتا ہے کہ ای خاتم النبین جامع جملہ کمالات انبیاء کے تجھ پر یہ قرآن مجید جو مہیمن تمام کتب سابقہ کا ہے - ایک مقدار مخصوص کے ساتھ مقدر کر کر خدائی واحد نے نازل فرمایا ہے - وہی خدائے واحد بے شک تم کو بوقت ضرورت کے جب تمہارے عود کرنیکا وقت ہوگا - یعنے جبکہ ضرورت تمہاری لوٹانے کی واقع ہوگی تم کو ہمیشہ دنیا میں لوٹا کر لاتا رہیگا - تاکہ جن تفاصیل معارف اور شروح حقائق کی ضرورت ہو وہ سب اسی کتاب جامع سے بیان کی جاویں - اور آپ کی جمعیت اور نیز آپ کی کتاب کی جمعیت تمام عالم پر ثابت ہو - اور قرینہ اس تفسیر پر یہ ہے جو فرمایا جاتا ہے - کہ تم کہدو کہ میرا پروردگار جو بتدریج انتہائی نقطہ کمالات پر پہونچانے والا ہے - وہ سب سے زیادہ تر جاننے والا اس شخص کا ہے - جو ہدایت کو منجانب اللہ لاوے - یعنی وہ شخص کہ حقائق اور معارف قرآنی کا راستہ اس پر کھولا گیا ہو - اور اس شخص کو بھی خوب جانتا ہے - جو کھلی ہوئی گمراہی میں پڑا ہو - اور معارف قرآنی کا راستہ اس پر بند کیا گیا ہو - لہذا اس کو تفاصیل معارف قرآنی پر پہنچنا ممکن ہی نہ ہوگا - اور چونکہ بظاہر ایسی جمعیت معارف غیر متناہی کے لئے غیر مترقب تھی - لہذا فرمایا جاتا ہے - کہ ای پیغمبر تم کو توقع نہ تھی - کہ ایسی کتاب جامع کمالات غیر متناہیہ کے لئے تم پر نازل کی جاوے گی مگر تمہارے رب نے بتقاضا اپنی رحمت کے جو بتدریج تم کو جملہ کمالات انسانیہ پر پہنچانے والا ہے - ایسا قرآن مجید نازل فرمایا کہ ہر زمانہ کے مناسب اس کے مجملات میں تفاصیل مندرج ہیں - پس جبکہ اس قرآن مجید میں ایسے فوائد غیر متناہیہ موجود ہیں تو تم اس کی تبلیغ کرتے رہو اور اپنی دعوت کو میادا ترک کر کر مکذبین کے مددگار مت بنو - تمام ہوا ترجمہ تفسیری - واضح ہو کہ بعض مفسرین نے جو معاد سے مراد صرف مکہ معظمہ ہی لیا ہے - وہ سیاق و سباق آیت کے مناسب نہیں - کیونکہ اول تو لفظ معاد کا نکرہ ہے اور لفظ مکہ معرفہ ہے اندریں صورت کوئی وجہ موجہ تعبیر معرفہ کی جو نکرہ کے ساتھ کیا گیا - معلوم نہیں ہو سکتی - ثانیاً مضمون - ان الذی فرض علیک القرآن کو ساتھ مضمون لرادک الی معاد کے کوئی مناسبت نہیں - ثالثاً - لرادک الی معاد جملہ اسمیہ ہے جو استمرار پر دلالت کرتا ہے - یعنی مضمون اس کا ہمیشہ واقع ہوتا رہیگا جیسا کہ فرمایا گیا ہے - انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون مگر مکہ معظمہ میں تو آپ کا عود کرنا صرف ایک ہی مرتبہ واقع ہوا ہے

فان الاستمرار وغیر ذلک من الوجوہ الموجہۃ

رابعاً - قل ربی اعلم من جاء بالھدی - کو بھی درصورت معین کی تفسیر مذکور کے پہلی آیت کے ساتھ کوئی ربط نہیں معلوم ہوتا ہے - علی ہذا القیاس - عدم توقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی القاء کتاب معمولی کے لئے بالکل غیر مناسب ہے - کیونکہ آپ کی طبیعت اور فطرت میں مادہ نبوت و رسالت کا تو موجود ہی تھا - پھر معمولی کتاب کے نزول کے لئے عدم توقع کیسے - ایک ایسی کتاب کامل ہونی چاہیئے - جو تمام صداقتوں اور معارف کے لئے حاوی اور جامع ہو - اور اس کا نزول ایک رحمت عامہ و تامہ کا مقتضا ہو - جو پورا مصداق ہو - الا رحمۃ من ربک کا - ہاں جو تفسیر آیات کی ہمنے لکھی - اس سے ہر ایک جملہ دوسرے جملہ کے ساتھ مربوط اور متناسب ہوگیا اور آخر آیات میں بھی طالبان ہدایت و اہل ہدایت کو امید دلائی گئی ہے - کہ اپنی اس امید کو مکذبین کی روک ٹوک سے منقطع نہ کریں - کہ قرآن مجید نعوذ باللہ جامع معارف غیر متناہیہ کے لئے نہ ہووے - کما قال اللہ تعالی -

ولا یصدنک عن آیات اللہ بعد اذ انزلت الیک وادع الی ربک ولا تکونن من المشرکین

یعنی مخالفین کے اوہام و تکذیب جو اس معاد ضروری میں تیری لوٹنے کی نسبت کرتے ہیں وہ تجکو اللہ تعالی کے آیات قرآن مجید کی تبلیغ سے جو کاشف تفاصیل معارف لامتناہی کی ہیں روک نہ دیویں - بعد اس کے کہ وہ آیات تیری طرف اتاری گئی ہیں ہاں تجکو چاہیئے - کہ دعا کرتا رہ اور اس قول کے مکذبین مشرکین کو مت مان - کیونکہ ایسے قول کا ماننا شرک ہے اور تو مشرکین میں سے ہرگز نہیں ہے - اور چونکہ لفظ معاد میں تنوین تنکیر کی تعظیم کے لئے ہے - لہذا اس میں یہ بھی اشارہ ہے - کہ جب آخر زمانہ پرفتن میں مخالفین کے حملیات اسلام پر واقع ہوں گے اور تیرے لوٹانے کی بڑی عظیم الشان ضرورت واقع ہوگی - تو بطور بروز کے اس زمانہ ضلال مبین میں تجکو بالضرور لوٹا کر لاویں گے - اور اس بروز محمدی کو من جاء بالھدی - کا مصداق گردانکر مسیح موعود و مہدی آخر الزمان کریں گے - انا جعلناک مسیح بن مریم اور اس کے مخالف بسبب اپنی ضلالت کے رفتہ رفتہ ہلاک اور تباہ ہو جائیں گے - کما قال تعالی - ومن ھو فی ضلال مبین (جیسا کہ محاورہ عرب کا ہے - کہ ضل الماء فی اللبن یعنی پانی گم ہوگیا دودھ میں ۱۲ منہ)

آگے رہی نزول کی بحث سو ہمنے اپنے رسایل میں کافی طور پر ثابت کر دیا ہے - کہ نزول کے لئے آسمان سے اترنا ہرگز ضروری نہیں ہے - مختار الصحاح میں عرب کا محاورہ مختار لکھا ہوا ہے - کہ انزلنی منزلا مبارکا فالنزیل الضیف (مجکو اتار منزل مبارک میں ۱۲) مہمان کو نزیل کہتے ہیں - دیکھو دیگر کتب معتبرہ لغات عرب کو۔

پھر نظر ثانی کرو صحیح بخاری میں - کہ اس میں ایک باب بایں عنوان منعقد کیا ہے۔ باب نزول النبی صلعم فی الحجر (یہ باب ہے اترنے نبی صلعم کا مقام حجر میں ۱۲) اب جناب ارشاد فرمایئے - کہ آپکے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیا آسمان سے نازل ہوئے تھے یا مدینہ شریف سے ہی تشریف لے گئے تھے - اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی قرآن مجید میں لفظ نزول کا استعمال فرمایا گیا ہے - قال تعالی - قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یتلو علیکم آیات اللہ بینات الخ

(تحقیق اتارا اللہ نے تمہاری طرف یاد دلانے والا رسول - تلاوت کرتا ہے تم پر اللہ کی آیات روشن ۱۲)

آگے رہا مربع ہونا سو وہ بھی ثابت بلکہ مشاہد ہے کیونکہ اس مسیح موعود کا قد درمیانہ ہی ہے کہ نہ اس کو طویل القامتہ کہہ سکتے ہیں اور نہ قصیر القامت اور میں ممصرتین ہونا بھی ظاہر ہے دیکھو تفسیر تعطیر الانام اور اشارات فی العبارات وغیرہ جا کو کہ مراد دو کپڑوں زرد رنگ سے وہ دو قسم کے مرض ہیں جو اس مسیح موعود کو ابتدا جوانی سے عارض ہو رہے ہیں - یعنے ممصرتین کے جو تشبیہ ہی ممصرۃ کا وہ کپڑے زرد رنگ - مگر خفیف زرد رنگ - دیکھو مجمع بحار الانوار وغیرہ کو اور کان راسہ یقطر (گویا کہ آب تاب کے سبب سر سے قطرے ٹپک رہے ہیں ۱۲) کا نظارہ آپ تشریف لاکر ملاحظہ فرما لیجئے - اور لون الحمرۃ والبیاض (رنگ سرخی سفیدی کی طرف مائل ۱۲) جو حدیث میں مذکور ہے - اس کے معنے بھی گندمی رنگ کے ہی ہیں دیکھو شرح حدیث کو اور ظاہر ہے کہ جو رنگ حمرۃ بیاض کی طرف مائل ہو وہ گندمی رنگ ہی ہوتا ہے - جو اس مسیح موعود میں موجود ہے پس یہ حدیث آپ کی لکھی ہوئی تو ہمارے لئے ایک دلیل قوی ہے نہ آپ کے لئے سہ

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است

اور یہ بحث ضمائر اور مماثلت کی جو ہمنے لکھی ہے یہ تو آپ کی خاطر سے تحریر کی ہے - ورنہ ہم تو یہ کہتے ہیں - کہ اس حدیث میں عیسے بن مریم موسوی مراد ہی نہیں ہے - جیسا کہ آپنے سمجھا ہے بلکہ اس حدیث میں عیسے موعود محمدی ہی مراد ہے - جو مصداق امامکم منکم یا امکم منکم کا ہے - بچند وجوہ اول آنکہ اخوۃ العلات

(تم ہی میں سے وہ ایک امام ہے ۱۲) (سوتیلی بہائی)

حدیث میں موجود ہیں - جو قرینہ ہیں اس مطلب کا وجہ یہ ہے - کہ مادہ علات کا علل ہے اور معنے علل کے شربت ثانی کے ہیں - جو خلاف نہل کے ہے - جس کے معنے شرب اول کے ہیں - پس اس لفظ علات کے لانے میں یہ نکتہ ہے - کہ دین تو وہی ایک ہے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منجانب اللہ لائے ہیں لیکن اس کے شرب اول میں تو بضرورت ذب و دفع کرنے حملیات اعدا کے بطور دفعی کے جہاد واقع ہوا تھا اور شرب ثانی میں بحکم یضع الحرب کے جہاد موقوف کیا جاویگا - اور حقیقت اسی دین واحد اسلام کو اور اہلاک ادیان باطلہ کو

اور کسر صلیب وغیرہ بحجت و براہین کے ذریعہ سے ہوگا۔ نہ سیف و سنان سے اور یہی شرب ثانی ہے۔ اور اسی لئے حدیث میں یہ لفظ بھی موجود ہیں۔ ہ انی اولی الناس بعیسیٰ بن مریم (بیشک میں قریب تر آدمیوں کا ہوں ساتھ عیسےٰ بن مریم محمدی کے ۱۲) یعنی میں سب آدمیوں سے زیادہ تر قریب تر ہوں ساتھ عیسےٰ بن مریم موعود کے کیونکہ عیسےٰ موعود تو صرف میرے دین کو ہی قایم کریگا۔ نہ دین موسوی کو ہاں صرف فرق یہ ہے کہ میرے وقت میں شرب اول واقع ہوا۔ اور اس کے وقت میں شرب ثانی واقع ہوگا۔ اور اگر اس حدیث میں عیسےٰ سے مراد وہی عیسےٰ نبی اسرائیلی ہوں۔ تو پھر یہ نکتہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دین اسلام اور تعلیم عیسوی میں بون بعید ہے۔ دیکھو انجیل کو۔ پھر ان عیسےٰ اسرائیلی کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اولی الناس کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اور لم یکن بینی و بینہ نبی (نہیں ہے درمیان میرے اور درمیان اس کے کوئی نبی ۱۲) بہت درست ہے۔ کیونکہ اس تیرہ سو برس میں کسی مومن اُمتی نے دعویٰ نبوت جزئیہ کا بھی نہیں کیا۔ اس کا بیان آپ کی دلیل دوم کے رد میں انشاءاللہ آوے گا۔ فانتظروہ اور امہاتھم شتی و دینھم واحد (مائیں ان کی مختلف ہیں اور دین ان کا ایک ہی ہے ۱۲) کا مطلب بھی اس صورت میں بہت درست ہوگیا۔ کیونکہ دین تو بمنزلہ باپ کے ہے۔ جو سوائے ایک باپ کے دوسرا باپ حقیقی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ماں کو در حالت کسی کی زوجہ ہونے کے دوسرا زوج درست نہیں ہو سکتا ہے۔ اور اسی دین کے لئے فرقے مختلف اور شتی واقع ... ہوتی ہیں۔ جو بمنزلہ امہات کے ہیں جن کا تعدد نوع کے لئے جائز ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ دین اسلام کا غلبہ اور اظہار کل ادیان پر بجز حجت اور براہین کے سیف و سنان سے ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ کسی کے داخل ہونے دین اسلام میں جو بزور شمشیر کیا نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے۔ پس یہی شرب ثانی ہے۔ جو موجب اظہار اور غلبہ دین اسلام کو ہے اور دوسری حدیث میں بھی ہم یہی کہتے ہیں۔ کہ عیسےٰ بن مریم سے مراد مسیح موعود ہیں۔ لاغیر۔ کیونکہ اس حدیث میں خروج دجال کا ذکر کرنا قرینہ ہے اس امر کا کہ مراد اس سے عیسےٰ موعود ہی ہیں۔ اس لئے کہ ہلاک دجال کا ... عیسےٰ موعود ہی کے ہاتھ سے ہوویگا اور یہ امر ظاہر ہوتا ہے صحیح بخاری کے بغور مطالعہ کرنے سے کیونکہ اس میں عیسےٰ کے دو حلیے مختلف لکھے ہوئے ہیں۔ ایک گندمی رنگ سیدھے بال والا جو مسیح موعود ہے اور دوسرا سرخ رنگ گھونگر والے بال والا۔ یعنی بنی اسرائیلی پہلے مسیح کے ساتھ تو دجال کا ذکر ہے اور وہی مسیح محمدی ہے۔ اور دوسرے کے ساتھ دجال کا ذکر نہیں۔ جو مسیح اسرائیلی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار پس جس طرح پر کہ دو حلیے مختلف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلائے گئے۔ ایک مسیح اسرائیلی کا حلیہ اور دوسرا مسیح محمدی کا حلیہ۔ اسی طرح پر اس حدیث میں جیسا کہ حضرت موسےٰ اور حضرت ابراہیم سے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی۔ اسی طرح پر عیسےٰ محمدی سے بھی عالم مثال میں ملاقات ہوئی۔ اس میں کونسا محذور شرعی لازم آتا ہے۔ بلکہ اس میں تو کمال علم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہوتا ہے۔ جو مصداق ہیں۔ علمت علم الاولین والاخرین (سکھایا گیا ہوں میں علم اولین و آخرین کا ۱۲) کے۔ کیونکہ انبیاء اولین ابراہیم و موسےٰ سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی اور عیسےٰ محمدی آخر زمان بھی عالم ارواح میں آپ کو دکھائی گئے۔ جیسا کہ دیگر امور شرائط الساعۃ اور حشر و نشر کے واقعات دکھلائے گئے۔ اور چونکہ عیسےٰ محمدی آخر زمانہ میں آنیوالے تھے۔ اس مناسبت سے قیامت کے وقوع کا بھی انہیں سے ذکر ہوا۔ اور انہیں کی طرف اس کے احوال کا رد اور رجوع کیا گیا۔ اور پھر انہوں نے اپنا کام دینی بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کیونکہ وہ آپ کے غلام اور خادم تھے۔ اور ان کا یہی فرض منصب تھا۔ اور قیامت سے بھی زیادہ تر نسبت رکھنے والے تھے۔ بسبب قرب ان کی بعثت کے جو زمانہ آخر میں تھی ساتھ قیامت کے۔ علاوہ بریں ہمکو کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کشف کو اولی انبیاء ہی کے ساتھ مخصوص اور منحصر کریں۔ باوجودیکہ آپ مصداق ہیں علمت علم الاولین والاخرین۔ کے اور آپ کی شان میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وکان فضل اللہ علیک عظیما (اور ہے تجھ پر بہت بڑا فضل اللہ تعالیٰ کا) دوسری دلیل آپ کی یہ ہے۔ کہ مسلم کی حدیث میں پانچ بار عیسےٰ موعود کے لئے لفظ نبی اللہ کا آیا ہے۔ اگر مرزا صاحب نبی ہیں تو بحکم آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (ولیکن اللہ تعالیٰ کے ایسے رسول ہیں جو انتہا درجہ تمام نبوتوں پر پہنچے ہوئے ہیں ۱۲) کے کفر لازم آتا ہے۔ الی الآخر۔ اقول یا جناب والا۔ تو سب سے اول آپ ہی پر کفر لازم آتا ہے۔ کیونکہ جب آپ کے نزدیک عیسےٰ نبی اسرائیلی آخر میں مبعوث ہوویں گے۔ تو پھر خاتم النبیین تو حضرت عیسےٰ ہوئے۔ نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اب فرمائیے۔ کہ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (میں ہی خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی آنیوالا نہیں ۱۲) جو آپ کے نزدیک احادیث متواترہ سے ہے۔ آپ نے اس کا کیا جواب دیا۔ اور لا نبی بعدی میں چونکہ نکرہ تحت لا ہی نفی جنس کے واقع ہوا ہے۔ لہٰذا آپ کو یہ بھی گنجائش باقی نہیں رہی۔ کہ کسی نبی قدیم کو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے لاسکیں علاوہ بریں ایک بڑی مصیبت آپ پر یہ بھی وارد ہوگی کہ نص قرآنی میں موجود ہے۔ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ (اقول حضرت عیسےٰ کا بشارت دینے والا اس رسول کا ہوں۔ جو میرے بعد آوینگے اور نام ان کا احمد ہی ۱۲) یعنی جبکہ آپ کے نزدیک حضرت عیسےٰ ابھی تک بقید حیات آسمان دوم وغیرہ پر بیٹھے ہوئے ہیں تو پھر لازم آیا۔ کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک مبعوث ہی نہیں ہوئے۔ کیونکہ کسی نبی کی بعدیت مطلقہ سے اگر کوئی قرینہ صارفہ موجود نہ ہو۔ تو بعدیت بعد الموت ہی ہوگی لاغیر۔ اب کہئے۔ ہ میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔ اور اگر آپ کہیں کہ حضرت عیسےٰ عہدہ نبوۃ سے معزول ہو کر مبعوث ہوں گے۔ تو اولاً تو یہ عرض ہے۔ کہ ہنوز دلی دور است۔ کیونکہ اول ان کی حیات کا تو اثبات کیجئے ثانیاً۔ اور پھر آسمان پر بجسد عنصری اوٹھایا جانا اور پھر ثالثاً بجسد عنصری آسمان پر سے اوترنا۔ آپ ثابت فرماویں۔ جس کا ابطال ہمارے صدہا رسائل میں موجود ہے۔ رابعاً۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ فقہ اکبر وغیرہ کی شروح میں ایسے خیال کو کہ کسی نبی کو معزول عن النبوت اعتقاد کیا جائے۔ کفر لکھا ہوا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔ (بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا ہے حالات کسی قوم کو۔ جب تک وہ خود اپنے حالات متعلقہ اپنے نفسوں کو تبدیل نہ کریں ۱۲) حضرت عیسےٰ نے کون سا گناہ کبیرہ کیا ہے۔ جو نبوت سے معزول یا متغیر ہو کر نازل ہوں گے۔ اور خامساً ہم کہتے ہیں۔ کہ اس صورت میں حضرت عیسےٰ معزول عن النبوت ایک رجل ہوئے رجال بنی اسرائیل میں سے۔ پس ان کی لئے کونسی ترجیح حاصل ہوئی۔ اس امتی رجل پر جس کے حق میں۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الآیہ (تم تمام امتوں سے افضل اور بہتر ہو۔ جو پیدا کئے گئے ہو۔ بھلا آدمیوں کی ہدایت کے لئے ۱۲) وارد ہوا ہے خصوصاً اس مجدد پر جو خیر الامم میں راس صدی پر مبعوث ہو کر عیسےٰ موعود ہو جس کے لئے ہزاروں ادلہ قاہرہ نقلیہ اور نشانات باہرہ سماویہ وارضیہ موجود ہیں۔ دیکھو ہمارے رسائل کو۔ اور ہمارے مسلک کی بموجب اس حدیث مسلم میں جو لفظ نبی اللہ کا پانچ دفعہ آیا ہے۔ اس سے نبی تشریعی مراد نہیں بلکہ ایک امتی مراد ہے۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ؎

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

ہاں البتہ جو مجدد باوجود امتی ہونے کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملہم ہو۔ اس کو نبی جز دیئے الا کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ سلسلہ الہامات اور مکالمات الہٰیہ کا۔ اس امت میں قیامت تک جاری رہے گا۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔ (بے شک جن لوگوں نے اقرار کیا کہ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے۔ پھر اس قول و اقرار پر جمے رہے۔ تو ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ کہ نہ کچھ اندیشہ اور خوف کرو

نہ رنج کرو۔ اور خوش ہو تم ساتھ بہشت کے جس کا تم وعدہ دیے جاتے تھے ہم تمہاری زندگانی دنیا میں بھی دوست ہیں اور آخرت میں بھی ہوں گے (۱۲)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اہل استقامت پر نزول ملائکہ کا واسطے البشارہ کے حیوۃ دنیا میں ہی ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ اور معنے نبی کے جو خبر دہندہ والا اللہ کی طرف سے ہیں۔ اس آیت سے ایسے اہل استقامت کے لئے ثابت ہوتے ہیں۔ پس انہیں معنی کی رو سے عیسےٰ موعود کو حدیث مسلم میں نبی اللہ فرمایا گیا ہے۔ اس میں کونسا محذور شرعی لازم آتا ہے۔ ان محذورات مذکورہ وغیر مذکورہ میں سے جو کہ آپ پر وارد ہوتے ہیں مثلاً اگر خود حضرت عیسےٰ ہی آخر زمانہ میں آویں گے۔ اور بعض محرمات اسلامیہ کو حلال کر دیں گے تو اہل اسلام ان پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اس اعتراض کے جواب میں اہل اسلام پر اس آیت کو پیش کر کر کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ منصب مجھکو خود تمہارے قرآن مجید نے عطا فرمایا ہے۔ حیث قال اللہ تعالیٰ۔ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم۔ پھر آپ اس آیت کے مقابلہ میں ان کو کیا جواب دے سکتے ہیں۔ یا وہ یہ اگر کہیں کہ میرے بعد آپکے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو نیوالے تھے ابھی تک تو میں زندہ ہوں لہذا احمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث نہیں ہوئے کما قال اللہ تعالیٰ۔ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ تو آپکے پاس جواب اس کا کیا ہے۔ یا اگر وہ کہیں کہ تمہارے قرآن مجید میں نعوذ باللہ اکثر اغلاط واقع ہو گئی ہیں۔ جیسا کہ کنت علیہم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ (جب تک کہ میں ان میں زندہ رہا میں ان کا نگہبان رہا۔ پس جبکہ تو نے مجھکو وفات دیدی۔ تو تو ہی ان پر نگہبان رہا ۱۲) اور وجہ اس کی غلط ہونیکی یہ بیان کریں۔ کہ میرے آسمان کے اٹھائے جانے کے بعد بھی تو میری امت مشرک اور گمراہ ہو گئی ہے۔ اور اب میں آسمان پر سے نازل ہو کر آیا ہوں جو ان کو راہ ہدایت پر لا رہا ہوں۔ اور چالیس برس تک میں ان کو دعوت کروں گا۔ اور بموجب وان اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (اور کوئی اہل کتاب میں سے باقی نہیں رہے گا۔ جو قبل موت اس کے ایمان نہ لاوے ۱۲) کے جملہ اہل کتاب مجھ پر ایمان لے آویں گے۔ ان تمام حالات کو تمہارا قرآن مجید بیان کرنا بھول گیا لہذا قرآن میں یہ ایک بڑی غلطی واقع ہو گئی ہے جس میں میرا جھوٹھا ہونا لازم آتا ہے۔ ایسے غلط جواب دینے میں پھر میری نجات کب ہو سکتی ہے کیونکہ اس آیت کے آگے ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم۔ پھر اس کا جواب آپ کیا دیویں گے۔ یا اگر وہ کہیں کہ آیت استخلاف میں جو حرف منکم کہا گیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ آخری استخلاف تو میرے ذریعہ سے واقع ہوا۔ اور میں نبی اسرائیل میں سے ہوں نہ تم میں سے۔ تو پھر اس کا کیا جواب ہوگا۔ یا اگر وہ امت محمدیہ سے فرماویں۔ کہ میرے پاس سے تم چلے جاؤ۔ اور مشرک ہو جاؤ۔ میں تم کو ہرگز ہدایت نہیں کرتا کیونکہ میں تو صرف بنی اسرائیل کے لیے رسول ہو کر آیا ہوں خود تمہاری کتاب میں موجود ہے۔ کہ رسولا الی بنی اسرائیل۔ پھر آپ اس کا جواب بجز اپنی محرومی اور بدنصیبی کے کیا دے سکتے ہیں۔ افسوس کہ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوئے نہ ادہر کے ہوئے۔ صد افسوس ہے آپ کی بدنصیبی پر کہ درپئے شیطان جان ہم رفت۔ این ہم رفت و آن ہم رفت۔ یا اگر وہ کہیں کہ تمہارے قرآن مجید میں صرف ایک ہی غلطی نہیں ہے۔ بلکہ نعوذ باللہ صدہا غلطیاں واقع ہو گئی ہیں۔ کیونکہ میری نسبت یہ ہی لکھا ہے۔ کہ میں کھاتا پیتا تھا۔ کانا یاکلان الطعام۔ حالانکہ دو ہزار برس یا زائد تک میں آسمان پر بجسد عنصری مقیم رہا ہوں۔ میں نے وہاں پر کوئی طعام نہیں کھایا۔ یا اگر وہ کہیں۔ کہ ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین۔ نعوذ باللہ غلط ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ فیھا تحیون وفیھا تموتون ہی غلط ہی۔ کیونکہ دیکھو میں مدت دراز تک آسمان پر مستقر رہا ہوں۔ اور میری حیات کتنی مدت دراز تک آسمان پر ثابت ہو چکی ہے۔ تو پھر آپ اس کا کیا جواب دیویں گے۔ یا اگر وہ کہیں کہ دیکھو میرے ابن اللہ ہونے کی یہ دلیل قوی تمہارے قرآن مجید میں موجود ہے۔ کہ جب تمہارے نبی کے مخالفین نے کہا تھا۔ او ترقیٰ فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتیٰ تنزل علینا کتابا نقرءہ (یا آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم ہرگز ایمان نہ لاویں گے تمہارے چڑھ جانے پر بھی یہاں تک کہ تم اتار لاؤ۔ ہم پر ایک کتاب کہ ہم اس کو پڑھ بھی لیویں۔ ۱۲) تو یہ جواب ملا تھا کہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ (کہہ دو تم ان سے کہ سبحان اللہ۔ یہ بدیہی نشان کیونکر واقع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ میں نہیں ہوں۔ مگر ایک بشر رسول یعنے نہ فرشتہ رسول ۱۲) جس کا مفہوم صریح یہ ہے۔ کہ کوئی بشر رسول آسمان پر نہیں جا سکتا۔ ہاں اگر کسی کا مرتبہ بشر رسول سے بھی بڑھ کر ہو تو وہ آسمان پر جا سکتا ہے۔ پس میرا مرتبہ بشر رسول سے بڑھ کر ہے یعنی میں ابن اللہ ہوں۔ کیونکہ میں مدت دراز تک آسمان پر رہا ہوں۔ تو آپ ان کی اس دلیل کا کیا جواب دیویں گے۔ بینوا توجروا۔ یا اگر وہ کہیں کہ نعوذ باللہ قرآن میں یہ بھی ایک بڑی غلطی واقع ہو گئی ہے۔ کہ قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل کے تمام رسولوں کا گذر جانا اور فوت ہو جانا بیان فرماتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم۔ (اور نہیں ہیں محمد۔ مگر ایک رسول بہ تحقیق گذر چکے اس سے پہلے تمام رسول تو کیا اگر وہ مر جاویں یا قتل کیے جاویں۔ تو تم پھر جاؤ گے اپنی ایڑیوں کے بل ۱۲) پھر آپ اس کا کیا جواب دیویں گے۔ یا اگر وہ کہیں کہ قرآن مجید میں ایک عظیم الشان غلطی یہ بھی واقع ہو گئی ہے۔ جو آیت واوینھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین (اور پناہ دی ہم نے ان دونوں کو ایسے ٹیلے پر۔ جس میں ان کا قرار رہا اور اس میں پانی اور سبزہ بستان تھا ۱۲) میں بجائے علی السماء وغیرہ فرمایا ہے۔ یعنی یوں فرمانا چاہیے تھا۔ واوینھما علی السماء یا اوینٰہ علی السماء۔ غرض کہ میں کہاں تک ان محذورات کو تحریر کروں۔ جو آپ کی مسلک پر لازم آتے ہیں۔ یہ چند ایرادات ہیں۔ جو آپ کی خدمت میں حضرت عیسےٰ کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں پھر اگر حضرت عیسےٰ کی ان تمام ایرادات و اعتراضات مذکورہ وغیر مذکورہ کو آپ نے تسلیم کر کر سکوت اختیار فرمایا۔ تو آپ کے ہاتھ سے تمام قرآن مجید فوت ہو جائے گا۔ اور اگر آپ نے ان تمام ایرادات مذکورہ وغیر مذکورہ کو رد کرنا شروع فرمایا۔ تو آپ جیسے مولوی صاحبان کو ان حضرت عیسےٰ موعود کے ساتھ بھی ایک بڑا مناظرہ یا مجادلہ پیش آئیگا۔ جس سے آپ کو خلاص قیامت تک حاصل نہ ہو سکے گا۔ اور بعد اللتیا والتی آپ ایسے عیسےٰ کو بھی دجال و کذاب ہو نیکا ہی فتویٰ دیویں گے۔ جس عیسےٰ کو آپ موعود قرار دیکر اس کے اترنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس کی تصدیق کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہاں اش ور کاسہ موجود۔ بینوا توجروا

پھر واضح ہو کہ ایک امتی کا جزوی نبی ہونا حسب الحکم آیت ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الآیۃ کے ہرگز ہرگز آیت خاتم النبیین کے منافی نہیں ہو سکتا ہے۔ دیکھو مجمع بحار الانوار کے تکملہ کو جس میں حضرت عائشہ کا یہی مذہب لکھا ہوا ہے۔ عن عائشۃ۔ قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ (یہ تو کہو کہ آپ خاتم النبیین لیکن یہ مت کہو کہ اس کے بعد کوئی نبی ہی نہ ہو گا) تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵۔ اور دجالین کذابین کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں۔ وہ انہیں لوگوں کے بارہ میں ہیں۔ جو بمقابلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی حیات میں یا بعد آپ کی وفات کے آپ کے خلفاء اور نائبوں کی حیات میں یا ان کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں گے اور ہوئے اور چونکہ سلسلہ خلافت نبوی کا حسب آیت استخلاف کے قیامت تک جاری ہے۔ لہذا سلسلہ دجالین کا بھی ان کے مقابلہ میں قیامت تک رہیگا۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ ... الی یوم یبعثون قال انک من المنظرین۔ (... مہلت دی تو مجھکو قیامت کے دن تک فرمایا بے شک تو مہلت دیئے گیوں میں سے ہے ۱۲) لکل فرعون موسیٰ کے یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی فرعون تو موجود ہو اور موسیٰ مبعوث نہ ہو و علیٰ ہذا القیاس۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ دجال تو موجود ہو۔ اور کوئی عیسےٰ موجود نہ ہو۔ کیونکہ قرآن مجید اور دین اسلام کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی تاکید شدید سے واقع ہو چکا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ اگر مقابلہ دجالین کے کوئی مسیح صادق موجود نہیں تو دین اسلام کیونکر محفوظ و مصون رہ سکتا ہے۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد۔ الحقیق اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ میں

نہ رنج کرو۔ اور خوش ہو تم ساتھ بہشت کے جس کا تم وعدہ دیے جاتے تھے ہم تمھاری زندگانی دنیا میں بھی دوست ہیں اور آخرت میں بھی ہوں گے ۱۲)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اہل استقامت پر نزول ملائکہ کا واسطے البشارۃ کے حیوۃ دنیا میں ہی ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ اور معنے نبی کے جو خبر دینے والا اللہ کی طرف سے ہیں۔ اس آیت سے ایسے اہل استقامت کے لئے ثابت ہوتے ہیں۔ پس انہیں معنی کی رو سے عیسے موعود کو حدیث مسلم میں نبی اللہ فرمایا گیا ہے۔ اس میں کونسا محذور شرعی لازم آتا ہے۔ ان محذورات مذکورہ و غیر مذکورہ میں سے جو کہ آپ پر وارد ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر خود حضرت عیسے ہی آخر زمانہ میں آویں گے۔ اور بعض محرمات اسلامیہ کو حلال کر دیویں گے تو اہل اسلام ان پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ اس اعتراض کے جواب میں اہل اسلام پر اس آیت کو پیش کر کر رکھ سکتے ہیں۔ کہ یہ منصب مجھکو خود تمھارے قرآن مجید نے عطا فرمایا ہے۔ حیث قال اللہ تعالیٰ۔ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم۔ پھر آپ اس آیت کے مقابلہ میں ان کو کیا جواب دے سکتے ہیں۔ یا وہ اگر کہیں کہ میرے بعد آپ کے نبی محمد رسول اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوویں گے ابھی تک تو میں زندہ ہوں لہٰذا احمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث نہیں ہوئے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ تو آپ کے پاس جواب اس کا کیا ہے۔ یا اگر وہ کہیں کہ تمھارے قرآن مجید میں نعوذ باللہ اکثر اغلاط واقع ہوگئی ہیں۔ جیسا کہ کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم۔ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ (جب تک کہ میں ان میں زندہ رہا میں ان کا نگہبان رہا۔ پس جبکہ تو نے مجھ کو وفات دیدی۔ تو تو ہی ان پر نگہبان رہا ۱۲) اور وجہ اس کی غلط ہونیکی یہ بیان کریں۔ کہ میرے آسمان کے اٹھائے جانے کے بعد ہی تو میری امت مشرک اور گمراہ ہوگئی ہے۔ اور اب میں آسمان پر سے نازل ہو کر آیا ہوں جوان کو راہ ہدایت پر لا رہا ہوں۔ اور چالیس برس تک میں ان کو دعوت کروں گا۔ اور بموجب وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ (اور کوئی اہل کتاب میں سے باقی نہیں رہے گا۔ جو قبل موت اس کے ایمان نہ لاوے ۱۲) کے جملہ اہل کتاب مجھ پر ایمان لے آویں گے۔ ان تمام حالات کو تمھارا قرآن مجید بیان کرنا بھول گیا لہٰذا قرآن میں یہ ایک بڑی غلطی واقع ہوگئی ہے۔ جسمیں میرا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے۔ ایسے غلط جواب دیے میں پھر میری نجات کب ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس آیت کے آگے ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقہم۔ پھر اس کا جواب آپ کیا دیویں گے۔ یا اگر وہ کہیں۔ کہ آیت استخلاف میں جو صرف منکم کہا گیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ آخری استخلاف تو میرے ذریعہ سے واقع ہوا۔ اور میں بنی اسرائیل میں سے ہوں نہ تم میں سے۔ تو پھر اس کا کیا جواب ہوگا۔ یا اگر وہ امت محمدیہ سے فرماویں۔ کہ میرے پاس سے تم چلے جاؤ۔ اور ہشت ہو جاؤ۔ میں تم کو ہرگز ہدایت نہیں کرتا کیونکہ میں تو صرف بنی اسرائیل کے لئے رسول ہو کر آیا ہوں خود تمھاری کتاب میں موجود ہے۔ کہ رسولا الی بنی اسرائیل۔ پھر آپ اس کا جواب بجز اپنی محرومی اور بدنصیبی کے کیا دے سکتے ہیں۔ افسوس کہ ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوئے نہ ادہر کے ہوئے۔ صد افسوس ہے آپ کی بدنصیبی پر کہ ؎ در پئے شیطان جان ہم رفت۔ این ہم رفت و آن ہم رفت۔ یا اگر وہ کہیں کہ تمھارے قرآن مجید میں صرف ایک ہی غلطی نہیں ہے۔ بلکہ نعوذ باللہ صدہا غلطیاں واقع ہوگئی ہیں۔ کیونکہ میری نسبت یہ ہی لکھا ہے۔ کہ میں کھاتا پیتا تھا۔ کانا یاکلان الطعام۔ حالانکہ دو ہزار برس یا زائد تک میں آسمان پر بجسد عنصری مقیم رہا ہوں۔ میں نے وہاں پر کوئی طعام نہیں کھایا۔ یا اگر وہ کہیں۔ کہ ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین۔ نعوذ باللہ غلط ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ فیہا تحیون وفیہا تموتون بھی غلط ہے۔ کیونکہ دیکھو میں مدت دراز تک آسمان پر مستقر رہا ہوں۔ اور میری حیات کتنی مدت دراز تک آسمان پر ثابت ہو چکی ہے۔ تو پھر آپ اس کا کیا جواب دیویں گے۔ یا اگر وہ کہیں کہ دیکھو میرے ابن اللہ ہونے کی یہ دلیل قوی تمھارے قرآن مجید میں موجود ہے۔ کہ جب تمھارے نبی کے مخالفین نے کہا تھا۔ او ترقی فی السماء ولن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ (یا آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم ہرگز ایمان نہ لاویں گے تمھارے چڑھ جانے پر بھی یہاں تک کہ تم اتار لاؤ ہم پر ایک کتاب کہ جو ہم اس کو پڑھ بھی لیویں۔ ۱۲) تو یہ جواب ملا تھا کہ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا۔ (کہدو تم ان سے کہ سبحان اللہ۔ یہ بدیہی نشان کیونکر واقع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ میں نہیں ہوں۔ مگر ایک بشر رسول یعنے نہ فرشتہ رسول ۱۲) جسکا مفہوم صریح یہ ہے۔ کہ کوئی بشر رسول آسمان پر نہیں جا سکتا۔ ہاں اگر کسی کا مرتبہ بشر رسول سے بھی بڑھ کر ہو تو وہ آسمان پر جا سکتا ہے۔ پس میرا مرتبہ بشر رسول سے بڑھ کر ہے یعنی میں ابن اللہ ہوں۔ کیونکہ میں مدت دراز تک آسمان پر رہا ہوں۔ تو آپ ان کی اس دلیل کا کیا جواب دیویں گے۔ بینوا توجروا۔ یا اگر وہ کہیں کہ نعوذ باللہ قرآن میں یہ بھی ایک بڑی غلطی واقع ہوگئی ہے۔ کہ قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل کے تمام رسولوں کا گذر جانا اور فوت ہو جانا بیان فرماتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم۔ (اور نہیں ہیں محمد۔ مگر ایک رسول بہ تحقیق گذر چکے اس سے پہلے تمام رسول تو کیا اگر وہ مر جاویں یا قتل کئے جاویں۔ تو تم پھر جاؤ گے اپنی ایڑیوں کے بل ۱۲) پھر آپ اس کا کیا جواب دیویں گے۔ یا اگر وہ کہیں کہ قرآن مجید میں ایک عظیم الشان غلطی یہ بھی واقع ہوگئی ہے۔ جو آیت واویناہما الی ربوۃ ذات قرار ومعین (اور پناہ دی ہم نے ان دونوں کو ایسے ٹیلے پر جس میں ان کا قرار رہا اور اس میں پانی صاف اور مقطر تھا ۱۲) میں بجائے علی السماء وغیرہ فرما دیا ہے۔ یعنی یوں فرمانا چاہیئے تھا۔ واوینہ علی السماء یا اوینٰہ علی السماء۔ غرض کہ میں کہاں تک اون محذورات کو تحریر کروں۔ جو آپ کی مسلک پر لازم آتے ہیں۔ یہ چند ایرادات ہیں۔ جو آپ کی خدمت میں حضرت عیسے کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں۔ پھر اگر حضرت عیسے کی ان تمام ایرادات و اعتراضات مذکورہ و غیر مذکورہ کو آپ نے تسلیم کر کر سکوت اختیار فرمایا۔ تو آپ کے ہاتھ سے تمام قرآن مجید فوت ہو جاوے گا۔ اور اگر آپ نے ان تمام ایرادات مذکورہ و غیر مذکورہ کو رد کرنا شروع فرمایا۔ تو آپ جیسے اولی صاحبان کو ان حضرت عیسے موعود کے ساتھ بھی ایک بڑا مناظرہ یا مجادلہ پیش آئیگا جس سے آپ کو خلاص قیامت تک حاصل نہ ہو سکے گا۔ اور بعد اللتیا والتی آپ ایسے عیسے کو بھی دجال و کذاب ہونیکا ہی فتویٰ دیویں گے۔ جس عیسے کو آپ موعود قرار دیکر اس کے اوترنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس کی تصدیق کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہاں آش در کاسہ موجود۔ بینوا توجروا

پھر واضح ہو۔ کہ ایک امتی کا جزوی نبی ہونا حسب الحکم آیت ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الایۃ کے ہرگز ہرگز آیت خاتم النبین کے منافی نہیں ہو سکتا ہے۔ دیکھو مجمع بحار الانوار کے تکملہ کو جسمیں حضرت عائشہ کا بھی مذہب لکھا ہوا ہے۔ عن عائشۃ۔ قولوا انہ خاتم النبین ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ (بے شک کہو تم آپ کو خاتم النبین لیکن یہ مت کہو کہ اس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵۔ اور دجالین کذابین کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں۔ وہ اونھیں لوگوں کے بارہ میں ہیں۔ جو بمقابلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی حیات میں یا بعد آپ کی وفات کے آپ کے خلفاء اور نائبوں کی حیات میں یا ان کی وفات کے بعد پیدا ہوویں گے اور ہوئے اور چونکہ سلسلہ خلافت نبوی کا حسب آیت استخلاف کے قیامت تک جاری ہے۔ لہٰذا سلسلہ دجالین کا بھی ان کے مقابلہ میں قیامت تک رہیگا۔ کما قال اللہ تعالےٰ۔ فانظرنی الی یوم یبعثون قال انک من المنظرین۔ پ۸ (اور مہلت دی تو مجھکو قیامت کے دن تک فرمایا بے شک تو مہلت دئے گیوں میں سے ہے ۱۲) پس بحکم لکل فرعون موسےٰ کے یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی فرعون تو موجود ہو اور موسے مبعوث نہ ہووے و علیٰ ہذا القیاس۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ دجال تو موجود ہو۔ اور کوئی عیسے موجود نہ ہو۔ کیونکہ قرآن مجید اور دین اسلام کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی تاکید شدید سے واقع ہو چکا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ اگر بمقابلہ دجالین کے کوئی مسیح صادق موجود نہیں تو دین اسلام کیونکر محفوظ و مصون رہ سکتا ہے۔

ان اللہ لا یخلف المیعاد۔ (بتحقیق اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ میں

خلاف نہیں کرتا ہے ۱۲) اور واقعات نے بھی شہادت دیدی ہے۔ کہ فرعون و موسیٰ کے وجود کا تلازم پایا جاتا ہے اور دجال کے معیت میں باہم استلزام تیرہ سو برس سے برابر چلا آتا ہے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ابوجہل۔ ابولہب اور مسیلمہ کذاب وغیرہ کا وجود اور خلفاء ثلثہ کے وقت خلافت میں انکے مخالفین اور متقابلین کا مقابلہ وہلم جرا الی یومنا ہذا برابر مشاہدہ ہو رہا ہے۔ صدق اللہ تعالیٰ قال انک من المنظرین الحاصل اس مسیح موعود کے وقت میں بھی چند شخصوں نے دعوے مہدویت اور مسیحیت کا کیا۔ لیکن چند روز میں یا تو وہ لوگ ہلاک و تباہ ہو گئے یا زوایہ خمول و گمنامی میں جا بسے۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایک دجال تو اس شہر دہلی میں بھی موجود ہے۔ جو مصداق ہے۔ کالذی استھوتہ الشیاطین فی الارض حیران۔ (مانند اس شخص کی کہ شیاطین نے اس کو بھکا دیا ہو اور وہ زمین بیابان میں حیران و پریشان مارا مارا پھرے ۱۲) کا دیکھو رسالہ حیرت کی حیرانی کو جس کا دعویٰ چند عرصہ میں بحکم و اما الزبد فیذھب جفاء و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض (اور لیکن جھاگ تو سوکھ چلا جاتا ہے اور جو لوگوں کو نفع دینے والا ہو۔ یعنی پانی وہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے ۱۲) کے بمقابلہ اس مسیح موعود کے ہباءً منثورا ہو گیا۔ اور دوسرا دجال عبد اللہ چکڑالوی شہر لاہور میں موجود ہے جس کا دجال و کذاب ہونا ہم نے رسالہ صیانۃ القرآن عن وسواس الشیطان میں اور نیز رسائل ازالۃ الوسواس وغیرہ میں بخوبی ثابت کر دیا ہے۔ ان رسائل کا ملاحظہ فرمایا جاوے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ احادیث میں جہاں ذکر ہلاک دجال کا آیا ہے۔ وہاں پر نزول عیسیٰ بن مریم کا بھی مذکور ہے اور جس حدیث میں نزول عیسیٰ بن مریم کا مذکور ہے وہاں پر خروج دجال بھی مذکور ہے الا نادرا۔ دیکھو دواوین حدیث کو اور نیز یہ نکتہ قابل یاد رکھنے کے ہے۔ کہ مسیح موعود صادق کے زمانہ کا دجال باحادیث میں بنام المسیح الدجال نامزد کیا گیا ہے تاکہ اہل بصیرت سمجھ لیویں۔ کہ ایک مسیح تو صادق ہے اور مخالف اس کا جو مسیح ہو وہی دجال ہے۔ چنانچہ مشاہد ہو رہا ہے۔ کہ بمقابلہ اس مسیح موعود کے بالاستقلال وہی عیسائی اور پادری ہیں۔ جو نام لیوا عیسیٰ مسیح کے اس شان سے ہیں کہ ربنا المسیح ربنا المسیح پکار رہے ہیں۔ یا وہ لوگ ہیں جو اس کے مقابلہ میں ان کی امداد کر رہے ہیں۔ اور ان پادریوں اور عیسائیوں کے شریک حال ہو کر حضرت عیسیٰ میں صفات الوہیت اور ملکیت کی ثابت کر رہے ہیں۔ مولانا خاکسار آپ کی خدمت میں بڑی التجا سے عرض کرتا ہے۔ کہ اس مسیح دجال کے عقاید اور خیالات سے آپ سخت اجتناب فرماویں۔ مبادا اندیشہ ہے کہ مبادا آپ کہیں مصداق حدیث ابو سعید خدری کے نہ ہو جاویں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتبع الدجال من امتی سبعون الفا علیھم السیجان رواہ فی شرح السنۃ۔ (تابع ہو جاویں گے میری امت سے ستر ہزار ایسے

مولوی لوگ جو طیلسان پہنے بڑے بڑے لباس بھرے ہوئے ہوں گے۔ یعنے شال جبہ وغیرہ کے ۱۲ منہ)

اور چونکہ احادیث متعلقہ دجال کے از قسم مکاشفات یا رویاے ہیں۔ لہذا آپ پر ان کی تعبیر و تاویل موافق علم تعبیر الرویا کے کچھ دشوار نہیں ہے۔ آخر آپ اس حدیث متفق علیہ کے بھی تو تاویل کرتے ہی ہوں گے۔ جس میں مسیح دجال کے لئے بیت اللہ کا طواف کرنا وارد ہوا ہے حالانکہ احادیث صحاح میں مکہ اور مدینہ میں اس کا داخل نہ ہونا بھی لکھا ہوا ہے۔ کہ ھما محرمتان علی کلتاھما۔ (یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دونوں میں داخل ہونا مجھ پر حرام ہے۔ ۱۲ منہ) پھر طواف بیت اللہ اس کے لئے کیونکر ہو سکتا ہے۔ علاوہ بریں اس دجال کذاب کو طواف بیت اللہ کا کرنے کی کون سی ضرورت واقع ہو سکتی ہے۔ پس جو اس حدیث کی آپ تعبیر و تاویل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح پر دیگر احادیث دجال کی تعبیر بموجب علم تعبیر الرویا کے ہو سکتی ہے۔ یہ کیا ضروری ہے۔ کہ ہر ایک ایسی حدیث اپنے ظاہر الفاظ ہی پر محمول کی جاوے۔ ہم اس جگہ پر ایک حدیث کی تعبیر بطور نمونہ کے پیش کرتے ہیں۔ عن ابی ہریرہ رض عن النبی صلعم قال یخرج الدجال علی حمار اقمر ما بین اذنیہ سبعون باعا رواہ البیہقی فی کتاب البعث والنشور۔ (یعنی خروج کریگا دجال۔ ایک خوبصورت گدھے پر جس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر باع کا فاصلہ ہوگا ۱۲) اب غور کرو۔ کہ تعطیر الانام فی تعبیر المنام میں لکھا ہے۔ و یدل الحمار فی المنام علی والی کاموہ والحمار یدل دوتیہ علی المعیشۃ (اور خواب میں گدھے کا دیکھنا دلالت کرتا ہے کہ سب کاموں کا مالک ہو اور نیز دیکھنا اس کا معیشت پر بھی دلالت کرنے والا ہے۔ ۱۲)

من المواکب وربما سفاد و یدل علی تیسر العسیر (جس سے مراد سواریاں اور کثرت سے سفر کرنا ہے اور نیز اس کا خواب میں دیکھنا بڑے بڑے دشوار کاموں کے آسان کر دینے پر بھی دلالت کرتا ہے ۱۲) اب ملاحظہ فرمایئے کہ عیسائیوں میں جو اس آخر زمانہ کے دجال اکبر ہیں یہ سب امور موجود ہیں دیکھو تمام دنیا کے امور کے یہی والی اور حاکم بنے ہیں۔ مراکب بحری اور بری جہاز اور ریل وغیرہ جو انہوں نے ایجاد کئے ہیں۔ وہ از منہ سابق میں کہاں موجود تھے۔ تمام دنیا میں سفر جو یہ قوم کرتی ہے وہ سفر پہلے کس وقت میں کئے گئے تھے۔ تمام مشکل کاموں کو بذریعہ کلوں کے جو اس قوم نے سہل و آسان کر دیا ہے۔ اس درجہ کا تیسر العسیر کس وقت میں ہوا۔ ایضاً۔ و یدل الحمار علی العالم بلا عمل۔ (اور دلالت کرتا ہے گدھے کا دیکھنا ایسے عالم پر جو بلا عمل ہو) یہ قوم تمام بے بل اور عتیق کے عالم ہو کر کس قدر بے عمل ہیں کہ نہ ہدایات موسوی ان کا عمل ہے اور نہ ہدایات عیسوی پر ایک ذرہ بھر عمل کرتے ہیں۔ ایضا والبغال والحمیر دکوبھا دلیل علی الزینۃ۔ (اور سواری خچر اور

گدھوں کا دیکھنا دلیل ہے زینت کی ۱۲) تمام دنیا کی چیزوں کی جس قدر زینت اس قوم نے کی ہے وہ کس قوم نے کی ہے۔ ایضاً

والحمار جدا لا انسان وسعیہ فیمنہ ماداء سمینا کان اوھزولا فاذا کان الحمار کبیرا فھو رفعۃ وان کان جید المشی فھو فائدۃ الدنیا واذا کان جمیلا فھو جمال لصاحبہ واذا کان ابیض فھو زین صاحبہ وبھاءہ (اور گدھا انسان کی سعی اور کوشش پر دلالت کرتا ہے جس کیفیت سے اس کو دیکھا جاوے فربہ یا دبلا۔ اگر بڑا گدھا دیکھا جائے تو اس سے مراد بلندی اور رفعت ہوگی۔ اور اگر عمدہ چال کا دیکھا جاوے تو دنیا کا فائدہ مراد ہوگا۔ اور اگر خوبصورت دیکھا جائے۔ تو اس سے مالک گدھے کی خوبصورتی مراد ہوگی۔ اور جو سفید گدھا دیکھا جاوے تو اس سے مالک گدھے کی رونق اور زینت مراد ہوگی منہ ۱۲)

یہ جملہ امور باکمل ترین وجہ اس قوم میں موجود ہیں۔ ایضاً

ومن رکب حمارا دمشی بہ مشیا طیبا موافقا فان جدہ وسعیہ موافق حسن۔ (اور جو دیکھے کہ گدھے پر سوار ہوا اور اچھی چال سے وہ اس کو لے چلا تو مراد یہ ہے کہ اس کی سعی اور کوشش خوب موافق تقدیر کے ہے ۱۲) دیکھو اس قوم کی تدابیر کس قدر موافق تقدیر کے واقع ہوتی ہیں۔ کہ جس امر کا ارادہ کرتے ہیں۔ اس کو مکمل کرکے چھوڑتے ہیں۔ وغیر ذالک من التعبیرات اور ما بین اذنیہ سبعون باعا۔ جو اس کے کبیر ہونے پر دال ہے۔ اعلیٰ انتہا درجہ کی رفعت پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ مشاہد ہو رہا ہے علاوہ بریں یہ کہ اگر حمار اقمر سے مراد سواری ریل لی جاوے تو بھی سمیانہ دونوں طرفوں گاڑی کے جو انجن سے لے کر بریک تک بمنزلہ دو کانوں کے ہیں۔ اکثر تفاوت ستر باع ہی کا ہوتا ہے۔ اور علاوہ بریں علاوہ یہ کہ عرب میں مراد عدد ستر سے کثرت بھی ہوتی ہے۔ غرض کہ اس قسم کی تعبیر اکثر احادیث متعلق دجال میں کی جاوے تو مراد صحیح معلوم ہو سکتی ہے۔ جس میں کسی طرح کا محذور شرعی لازم نہیں آتا اور نہ کچھ تو لیے کہ انی اری سبع بقرات سمان یاکلھن سبع عجاف وسبع سنبلات خضر واخر یابسات (تحقیق میں دیکھتا ہوں سات گائیں موٹی تازی کہ کھائی جاتی ہیں ان کو سات گائیں سوکھی دبلی اور نیز دیکھتا ہوں سات بالیں میں سبز اور دوسری سات بالے ہیں خشک ۱۲) سے کیا مراد ہوگی۔ اگر اپنی ظاہر ہی پر محمول ہو پھر تعبیر حضرت یوسف کی جو قرآن مجید میں مذکور ہے آپ کی مسلک کے بموجب محض غلط ہو جاویگے۔ ونعوذ باللہ منہا۔ قال اللہ تعالیٰ حکایتا عن یوسف قال تزرعون سبع سنین دابا فما حصدتم فذروہ فی سنبلہ الا قلیلا مما تاکلون ثم یاتی من بعد ذالک سبع شداد یاکلن ما قدمتم لھن الا قلیلا مما تحصنون الآیہ۔ (یوسف نے جواب دیا کہ تم کھیتی کرو گے۔ سات برس حسب دستور تو جو فصل کو کاٹو اس کو بالوں میں رہنے دو۔ مگر تھوڑا سا جس کو تم کھاؤ گے۔ پھر اس کے بعد سات برس سخت قحط کے آویں گے جن میں پہلا جمع ہوا تم کھا جاؤ گے جو ان کے لئے

جمع کیا تہا مگر تھوڑا سا جو واسطے بیج کے تم نے محفوظ رکھا ہوگا (۱۴) اور اگر فرض کیا جاوے کہ کوئی وصف دجال کا احادیث مین ایسا مذکور ہوا ہو کہ وہ اس مسیح دجال پر صادق نہ آتا ہو تو احادیث صحاح سے تعدد دجاجلہ کا بھی ثابت ہو چکا ہے۔ تو اس وصف کو ہم دوسرے دجاجلہ پر محمول کرینگے۔ یہ کیا ضرور ہے۔ کہ باوجود تعدد دجاجلہ کے جو مخالفین کو بھی مسلم ہے۔ ہر ایک وصف مذکورہ فی الاحادیث کو اسی مسیح دجال پر منطبق کرین۔ اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ چونکہ حضرت عیسے نبی اسرائیلی کی وفات قطعی طور پر متعدد نصوص قرآنیہ اور احادیث سے ہم اپنے رسایل مین ثابت کر چکے ہین اور بخاری شریف مین اختلاف حلیتین بھی مذکور ہے جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ایک عیسے نبی اسرائیلی موسوی ہے۔ اور دوسرا مسیح موعود عیسے محمدی ہے۔ اور پھر مسیح موعود کی نسبت اما مکم منکم متفق علیہ احادیث مین پایا جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسیح موعود اسی امت مین سے ہونے والا ہے۔ اور امکم منکم صحیح مسلم مین موجود ہے۔ جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ بطور نص کے۔ کہ وہی عیسی نازل ہونے والا امام امت ہوویگا۔ لا غیر۔ اور زمانہ غلبہ مذہب صلیبی کا بھی موجود ہے۔ جس صلیب کی کسر کے لئے مسیح موعود مبعوث ہوگا۔ اور قرآن مجید مین آیت استخلاف مین بھی لفظ منکم کا موجود ہے۔ جس سے بطور نص کے ثابت ہوتا ہے۔ کہ امت محمدیہ مین سلسلہ استخلاف کا اسی امت مین سے واقع ہوویگا۔ اور چونکہ اس آیت استخلاف مین لام تاکید اور نون تاکید ثقیلہ کا بھی موجود ہے۔ اور آپ کی مسلک کے بموجب وہ استقبال ہی کے لئے آتا ہے۔ جو آخر زمانہ اور قیامت تک کو شامل ہے۔ اور چاند گرہن اور سورج گرہن جو ایک علامت خاصہ مہدی آخر زمان کے لئے حدیث دار قطنی وغیرہ مین مذکور ہے وہ بھی واقع ہو چکی۔ اور حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل ماۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ بھی باآواز بلند پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ اس چودہوین صدی مین ایک مجدد کا مبعوث ہونا ضروری ہے۔ اور جس طرح پر کہ امت موسوی کے سلسلہ خلافت مین آخری خلیفہ حضرت عیسے حضرت موسے سے چودہوین صدی مین مبعوث ہوئے۔ اسی طرح پر اس چودہوین صدی کے راس پر اس مسیح موعود نے دعوی بعثت کا بھی کیا اور کوئی دوسرا شخص مدعی ایسا موجود نہین۔ جس نے فرض منصب اپنا مناسب اس صدی چہاردہم کے ایسا کیا ہو۔ جس سے کسر صلیب واقع ہوا ہو۔ اور پھر خود حضرت عیسے کا فیصلہ انجیل متی باب ۱۱ آیت چودہ وغیرہ مین مذکور ہے جس کا مصدق قرآن مجید بھی ہے۔ اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ کسی کامل متوفی کے نزول سے مراد یہ ہے کہ اس کامل کی طبیعت اور خو مین دوسرا شخص کامل پیدا ہو نہ یہ کہ آسمان سے وہی پہلا شخص نازل ہووے۔ وغیرہ وغیرہ بے شمار آیات و نشانات ایسے موجود ہو گئے ہین۔ جو قطعی واجب کے طور پر ثابت کرتے ہین۔ کہ انہ نازل مین جو ضمیر ہے اس سے مراد مثیل عیسے ہے نہ خود عیسے۔ علی ہذا القیاس۔ اگر کسی حدیث مین خود عیسے کا نزول مذکور ہوا ہے تو اس سے بھی مراد مثیل عیسے ہی ہے نہ خود عیسے۔ امید کہ ان جملہ امور مین غور فرمایا جاوے اور جواب سے سرفراز کیا جاوے۔ ورنہ ثابت ہوگا کہ آپنے ہمارے دعاوی کی تصدیق فرمائی۔ فقط۔ والسلام خیر ختام مورخہ ۳ نومبر ۱۹۰۴ء

محمد احسن۔ نزیل دہلی

اس رسالہ کا مسودہ دوسرے روز ہی مولوی صاحب کے خط کے آنے سے طیار ہو گیا تہا چنانچہ الیسے جلسہ دہلی مین سنایا گیا جسمین موافق اور مخالف موجود تھے۔ مگر بسبب پیش آجانے سفر لودہیانہ و امرتسر کے اور نیز خاکسار کے امروہہ وطن چلے جانے سے طبع اس کا ملتوی رہا تہا۔ لہذا اس قدر تاخیر قابل عفو ہے۔ والسلام

بدر کی ایک التماس سنیئے

ایک وہ وقت تھا کہ مقدس احمدی قوم اپنے پیارے امام اور دارالامان کے اخبار بڑی بڑی قیمتین خرچ کرکے سنا کرتے تھے اکثر عارفان امام برحق نے قادیان کے رہنے والے بعض بعض احباب کو تازہ اخبار لکھنے کے لئے ایجنٹون کے طور پر مقرر کیا ہوا تہا اور جو ایسا نہین کر سکتے تھے وہ ہمیشہ تڑپتے رہتے تھے۔ اور جہان کہین اپنے قرب و جوار مین کسی بھائی کے دارالامان سے آنے کی خبر پاتے تو شوق اور محبت سے فوراً دیوانہ وار اپنے کاروبار چھوڑ کر اس کے پاس پہنچتے اور اخبار تازہ کی غذائے روحانی سے روح تازہ کرتے اور بڑی بڑی تکلیفین اور خرچ برداشت کرتے لیکن بدر نے ان تمام تکلیفون اور خرچون سے احمدی قوم کو سبکدوش کر دیا ہے اور تڑپتے ہوئے مشتاق دلون کو کوچہ دلبر کی تازہ ترین صحیح اور معتبر خبرون اور حکمون سے آگاہ کرنے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے ان کے علاوہ جن جن خدمات کو بدر ادا کر رہا ہے ان کی تشریح اس جگہ موجب تطویل ہے۔ وہ سب باتین حضرت اقدس امام و مرسل حق کی اس منشاء مین مرکوز ہین۔ بدر کی نسبت آپ ہمیشہ یہی فرمایا کرتے ہین کہ یہ اخبار ہمارا ایک شاہد ہے ہم اس کا بند ہونا بہت منحوس سمجھتے ہین"۔ وہ سرکار عالی بدر کے جاری رہنے اور اس کے قیام اور استحکام کُل سے آئندہ رکھتے ہین اور اکثر اسکی فکر کیا کرتے ہین۔ اسی لئے اپنا پیارا خادم مفتی محمد صادق اس کی ایڈیٹری کے لیئے مقرر فرمایا۔ اور یہ لکہا کہ اب اس اخبار کی قسمت جاگ اٹھی"۔ پس اے قوم۔ بدر آپ کی خدمت مین اپنے حقوق آپ پیش نہین کرتا کیونکہ جس قوم کا یہ خادم ہے اسکو دنیا مین سب سے بڑھ کر شاکر۔ قدردان اور محسن قوم ہونیکا فخر و دعوی ہے اور ان سب کو اس ایک ہی بات مین ختم کر دیتا ہے کہ آپ کا وہ محبوب امام جس کے ہاتھ پر آپنے بیعت کی ہوئی ہے۔ نہایت دل سے تڑپ چاہتا ہے کہ معین و "زندہ رہے۔ چلتا رہے۔ بڑھے پھولے پھلے۔ کیونکہ وہ خود بھی سلسلہ نبوت محمدیہ مین بدر ہی ہے۔ بدر اسبات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ شکر موجب ازدیاد انعام ہے۔ اس لئے آپ کی خدمت مین شکوہ و شکایت سے یہ درخواست پیش نہین کرتا۔ بلکہ قوم کی طرف سے جس تپاک اور قدردانی سے آج تک اس کا استقبال ہو رہا ہے وہ اس کے لئے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ مگر چونکہ اس کی حالت آپ کی نصرت کی محتاج ہے اور آپ کی ہمت اور نصرت پر اس کی زندگی کا انحصار ہے۔ اس لئے وہ اپنی محسن قوم کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کے لئے یہ عرضداشت ارسال کرتا ہے

آپ لوگ قادیان جیسے مقام مین اس کام کے متعلق ہر ایک چیز کی گرانی سے بخوبی آگاہ ہین۔ ایک طرف اتنے بڑے اخراجات اور دوسری طرف اس کی قیمت کا بہت تھوڑا ہونا۔ وہ ایسے امور ہین۔ جن پر آپ کی خاص غور کی ضرورت ہے۔ سالانہ قیمت صرف دو روپے آٹھ آنے ہین اسی مین محصولڈاک۔ لکھائی۔ چھپائی۔ روانگی۔ اور ایڈیٹری کے اخراجات شامل ہین۔ گویا ایک اخبار صرف ڈیڑھ دمڑی کے قریب قیمت پر آپ کو گھر بیٹھے بٹھائے پہنچ جاتا ہے۔ اور اس طرف خرچون مین سے کمی محال ہے۔ میان معراج الدین عمر نے ہمت کی۔ کہ آج تک اس کو تھامے رکھا اور ڈیڑھ ہزار سے زیادہ روپیہ اس پر خرچ کر دیا اور ابھی تک تنخواہ سوا سو روپیہ ماہوار دئے بغیر ان کا چھٹکارا نہین ہو سکتا قومی کام ہمیشہ ایک دوسرے کی مدد سے چلتے ہین۔ الحکم ہی کی طرف دیکھ لو۔ کہ کس کس طرح قوم نے فراخدلی سے اس کی مالی نصرت کی۔ احباب نے سینکڑون روپیہ بیدریغ اس کو دیکر قایم رکھا اور علاوہ اس کے اس کا ابتدا سالانہ چندہ ہی اتنا معقول تھا۔ کہ اس کے چلنے مین دقت واقعہ نہ ہو سکتی تھی بدر کا قایم رکھنا بھی سلسلہ احمدیہ کے ضروریات مین سے ہے اس لئے اس کا حق ہے۔ کہ قوم اس کی گذشتہ ڈونیشنون سے نصرت فرمائے۔ لیکن بدر اتنا بوجھ قوم پر ڈالنا پسند نہین کرتا۔ البتہ وہ ایک نہایت سیدہی اور آسان راہ سے نصرت چاہتا ہے اور التماس کرتا ہے کہ ہر ایک صاحب جس کی نگاہ سے یہ درخواست گذرے یا جو اس کو سن لین وہ کم از کم پانچ نئے خریدار اس کے لئے بہم پہنچانا اپنا فرض سمجھ لین اور ان کے چندے پیشگی ارسال کراوین۔ اس طریق سے حبیب خدا مہدی و مسیح کی منشاء پوری ہوگی اور بدر آپ کی خدمت کے لئے قایم رہیگا۔ اور آپ کو اللہ تعالی کے ہان سے اجر عظیم ملیگا۔

جہان اس درخواست کی منشاء پورا کرنا قوم کا فرض ہے۔ وہان اس کی اشاعت بھی فرض ہے۔ والسلام

خدا تعالی کی تازہ وحی

۲۲ دسمبر ۱۹۰۴ء۔ **وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ**

ترجمہ۔ اور اپنے رب کی نعمت کا ذکر کر۔

کشتہ جات و اعمال شگفت و نشست

دکتلیس و عقد و قایم و حملان و اکسیر اجساد و اجسام وغیرہ وغیرہ کے متعلق ایک قلمی ہندی کتاب کہ جو ناقدر دانوں کے ہاتھوں سالہا سال کی بے احتیاطیوں کی وجہ سے بوسیدہ ہو گئی حسن اتفاق سے مشہور عالم جناب عمدۃ الحکماء حکیم منشی محمد عبد العزیز صاحب کامل لاہوری کو دستیاب ہوئی ہو چونکہ حکیم صاحب موصوف کو اس فن سے پوری دلچسپی ہو اور وہ اس کے اصطلاحات اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے دو ایک نسخے اپنے تجربہ میں لائے جنکو درست اور اس کتاب کو ایسی ردی حالت میں دیکھکر سخت افسوس کیا۔ اس کتاب کے مصنف نامی گرامی و مشہور سنیاسی اور مسلمہ کیمیاگر بادشاہ گیر صاحب ہیں کہ جنہوں نے اپنی تمام عمر سیاحی اور پہاڑوں کی مجاوری اور اکسیری بوٹیوں کی تلاش میں صرف کی ہے اور جن کا نام بچہ بچہ جانتا ہے اور جو کیمیاگری کے لئے ضرب المثل ہیں حکیم صاحب ممدوح نے صرف اس خیال سے کہ ایسے مشہور آدمی کی ایک صدی بھر کی سر توڑ محنت یوں ضائع ہو اور کوئی اس سے منفعت حاصل نہ کر سکے۔ اس کتاب کا سخت محنت اور اجرت زر کثیر دیکر ترجمہ طبع کرایا ہے۔ اس کتاب میں اعمال شمسی و قمری و حملان وغیرہ وغیرہ کے وہ وہ نسخہ جات درج ہیں کہ جو عمر کا بہت بڑا حصہ اور لاکھوں روپیہ صرف کرنے پر بھی حاصل ہونی ناممکن ہیں۔ اخیر میں حکیم صاحب ممدوح نے کمال دریا دلی کے ساتھ چند ایک اپنے تجربہ و معمولہ نسخے بھی درج فرمادئے ہیں۔ ان سب خوبیوں پر قیمت علاوہ محصول صرف عہ رہے اور منیجر کارخانہ مخزن الصحت کامل الحکمت مسجد طلائی لاہور سے ملسکتی ہو

رسالہ کشتہ جات

جس میں ہر ایک دہات اور ادویات وغیرہ وغیرہ کو صاف کرنے اور کشتہ کرنیکی نہایت آسان اور مجرب متعدد تراکیب درج ہونے کے علاوہ اس کے استعمال کے متعلق شرائط اور ہر ایک کشتے کو زندہ کرنے اور پہچاننے کے طریقے بھی شامل ہیں۔ اور ان کے کامل و ناقص ہونیکی شناخت پر بھی مفصل بحث ہو۔ اخیر میں چند مفید ادویات کے مدبر کرنے اور ان کے استعمال کی تراکیب بھی شامل ہیں۔ حجم ۷۶ صفحہ کی کتاب اور قیمت صرف ۸ر معہ محصولڈاک۔

خواص قرآنی المسمے بہ فضائل فرقانی۔ اس کتاب میں قرآن شریف کی تمام سورتوں کے خواص و منافع و فضائل و اعداد و حروف و آیات و جائے نزول وغیرہ وغیرہ نہایت وضاحت کے ساتھ درج ہیں اس سے پیشتر کوئی کتاب اس شرح کی آج تک طبع نہیں ہوئی۔ ہر کلمہ گو کا فرض ہو کہ اسے حرز جان بنا دے۔ کوئی مسلمان گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہئیے۔ قیمت علاوہ محصولڈاک ۸ر۔ تینوں کتابوں کے خریدار کو محصولڈاک خرچ وی پی و رجسٹری معاف

المشتہر

منیجر کارخانہ مخزن الصحت کامل الحکمت مسجد طلائی لاہور

صداقت کا جھنڈا

اس کارخانے نے اول ہی اول ہندوستان میں اپنے شائقین کے اطمینان کی غرض سے یہ عجیب ڈھنگ نکالا ہوا ہو کہ ہر دوا کا نمونہ صرف ایک کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے۔ بعد پسند جس کا دل چاہے قیمتاً طلب کرے

سرمہ سلیمانی - یہ وہ سرمہ ہو جو استعمال کے اول ہی روز سے اپنا جادو نما اثر دکھلانا شروع کر دیتا ہے اور جملہ امراض چشم مثل آنکھوں سے پانی بہنا۔ کمزوری ابصارت۔ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ شبکوری وغیرہ کو اس طرح رفع کرتا ہے جیسے آفتاب تاریکی کو اور قیمت صرف ۸ر

سنون و نمان - لو اب کسی کو امراض ڈاڑھ و دانت تکلیف نہیں دیسکتے کیونکہ اس سنون کے استعمال سے خواہ ڈاڑھ پھولی ہو یا مسوڑے میں درد ہو یا خون آتا ہو دانت چبتے ہوں۔ منہ میں سے بدبو آتی ہے دانت میں پس ایکدفعہ لگائی پھر مریض بھلا چنگا ہو جاتا ہو چند یوم استعمال سے پھر مرض نہیں ہوتا اور دانت مثل موتی چمکنے لگتے ہیں قیمت فی بکس عمدہ کافی ہو ۸ر

سونے چاندی کی گولیاں۔ یہ دوا اسم بامسمے ہو جو صاحب اپنی قوۃ کو فاتحہ دیکھتے ہیں یا عمر کی ضعیفی نے قوی کو کمزور کر دیا ہو یا کثرت نے اعضاء ڈھیلا بنا دیا ہو یا بچپن کی بے اعتدالیوں نے بیکار بنا دیا ہے ذرا ہمارے ان حبوب کا استعمال فرمائیے۔ پھر دیکھتے ہیں کہ آپ کیونکر اپنی کمزوری کے شاکی ہو سکتے ہیں یہ حبوب حلق سے اترتے ہی اپنا اثر تمام پٹھوں پر کرتی ہیں پس کمزور کو آب حیات ہیں قیمت ساٹھ عدد حبوب ۸ر

المشتہر حکیم سرفراز حسین و محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام بلب گڈہ۔ ضلع دہلی

دفتر بدر سے خط و کتابت

ہر ایک خریدار کو جب اخبار روانہ کیا جاتا ہو۔ تو اس کے پتہ کے چٹ پر نام سے پہلے نمبر خریداری بھی دیا جاتا ہے۔ سب خریداران کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت خط کے اندر اپنے نام کے ساتھ نمبر خریداری ضرور دیا کریں اور اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھا کریں بعض لوگوں کی عادت ہو کہ خط کا مضمون بہت خوش خط لکھتے ہیں مگر اپنا نام اور پتہ ایسا شکستہ خط میں جلدی سے لکھ دیتے ہیں کہ یہاں کسی سے نہیں پڑھا جاتا اور اس واسطے ایسے خط بغیر جواب لکھنے کے افسوس کے ساتھ فائل کر دئے جاتے ہیں۔ منیجر

عمدہ۔ مضبوط خراس و بیلنہ آہنی منگوانے والے

مولا بخش و غلام حسین مالکان کارخانہ خراس و بیلنہ

بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب سے طلب کریں

نہایت ہی مفید اور ضروری کتابیں مؤلفہ ڈاکٹر محمد عبد الحکیم خان صاحب ایم۔ بی

(۱) **تفسیر القرآن بالقرآن** جسمیں تمام اخلاقی اور روحانی مسائل کی تفسیر قرآن مجید سے قصص کی تشریح احادیث صحیحہ اور توریت و انجیل مروجہ سے پیشگوئیوں کا اثبات واقعات و تواریخ معتبرہ سے۔ علمی نکات کا بیان علوم جدیدہ مختلفہ سے کیا گیا ہو تمام باطل قصوں کو چھوڑ دیا گیا اور تمام غیر اصولوں کا رد محققانہ طور پر کیا گیا ہو حضرۃ مسیح الزمان علیہ السلام کے الفاظ اس تفسیر کی نسبت یہ ہیں نہایت عمدہ ہو شیریں بیان ہو۔ نکات قرآنی خوب بیان کئے ہیں دل سے نکلی اور دلوں پر اثر کرنیوالی ہو۔ قیمت بلا جلد ے مجلد ۸ر

(۲) **حمایل التفسیر** یعنی تفسیر القرآن بالقرآن حمایل کی صورۃ میں تمام ترجمہ و مضامین وہی ہیں طبع ثانی کی وجہ سے بہت نوٹ اور نکات زیادہ کئے گئے ہیں قیمت بلا جلد ۸ر مجلد ۸ر

(۳) **تفسیر القرآن بالقرآن انگریزی** طبع ثالث کی وجہ سے اصل تفسیر القرآن بالقرآن کی نسبت بعض نوٹ اور نکات زیادہ ہیں قیمت مجلد ۸ر

(۴) **تذکرۃ القرآن** بابت ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء قرآنی مضامین پر مبسوط بحث قیمت فی سال مجلد ۸ر

(۵) **تفسیر سورہ فاتحہ و پارہ الم** قیمت ۸ر (۶) **تفسیر پارہ عم** قیمت ۸ر

(۷) **مفتاح القرآن** صرف و نحو کا عجیب غریب رسالہ ہے جسکو معمولی اردو خوان ایک مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید بامعنی پڑھ سکتے ہیں قیمت ۸ر (۸) **مفتاح العرب** اس کے ذریعہ سے معمولی اردو خوان عربی صرف و نحو پر دو مہینہ میں حاوی اور مشتاق ہو سکتا ہے قیمت ۸ر

(۹) **جامع العلوم** یعنی میڈیکل سائی کلوپیڈیا اردو۔ یہ حقیقت میں علم ڈاکٹری و طب کا پورا کتب خانہ ہے جسمیں (۱) علم الادویہ (۲) اقسام الادویہ (نظام جسمانی) (۳) علم دوا سازی (۴) علم تشریح الامراض (۵) علم طب (۶) علم امراض النسوان (۷) علم امراض الصبیان (۸) جنرل سرجری یعنی جراحی عام (۹) آئی سرجری یعنی جراحی چشم (۱۰) مائی نر سرجری یعنی جراحی خفیفہ (۱۱) علم قابلہ (۱۲) علم تشریح (۱۳) علم اسرار الاعضاء (۱۴) علم حفظ صحت (۱۵) پریکٹیکل کیمسٹری (۱۶) طب متعلقہ عدالت (۱۷) علم سمیات پر کامل بحث ہو کل قیمت ۸ر مجلد ۸ر علاوہ محصولڈاک (۱۰) **میڈیکل سائی کلوپیڈیا انگریزی** زیر طبع ہو قیمت ۸ر مجلد ۸ر (۱۱) **مفید عام**۔ علم طب اور ڈاکٹری کی کامل لغت ہے طبع ثانی میں مرض کے ساتھ اس کی علامات تشخیص اسباب تشریح اور ہیئت کامل طور پر درج کردیگئی ہو۔ پہلے کی نسبت مضمون قریباً دو چند ہو گیا ہو قیمت ۸ر

(۱۲) **تشخیص الامراض**۔ اسمیں تمام امراض طبی و جراحی کی تشخیص و تشریح بہ ترتیب لغت درج ہو قیمت ۸ر۔ (۱۳) **رسالہ اعضائے مخصوصہ**۔ اسمیں اعضائے مخصوصہ کے متعلق تمام بیماریوں اور کمزوریوں کا علاج اور تمام ادویہ کا ذکر کامل طور پر درج ہو قیمت ۸ر (۱۴) **مفید النساء والصبیان**۔ اسمیں ان تمام دکھوں کا علاج ہو جو زچہ اور بچہ کو پیش آجاتے یا نادان دائیوں کے ہاتھ سے اٹھانے پڑتے ہیں قیمت ۸ر (۱۵) **الذکر الحکیم نمبر ۱**۔ اس میں خوابوں کی سچی فلاسفی اور امام الوقت کا ذکر ہو قیمت ۸ر (۱۶) **الذکر الحکیم نمبر ۲**۔ یہ سورۃ فاتحہ کی مبسوط تفسیر ہے

یہ کتب پتہ ذیل پر ملسکتی ہیں

فتح محمد خان منیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال